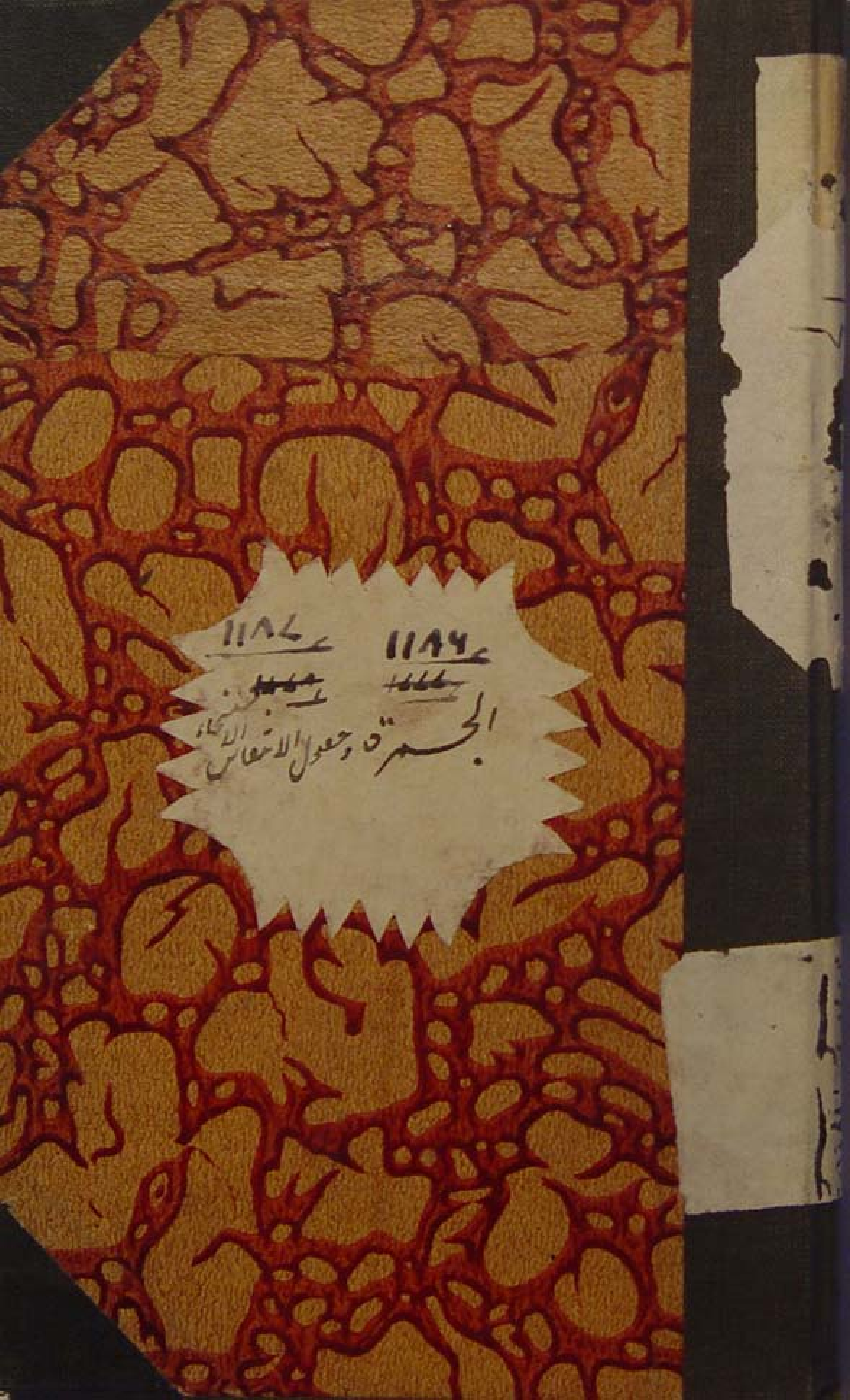

١١٨٧ ع ~~[illegible]~~ ع
١١٨٦ ع ~~[illegible]~~

الجمهرة وفحول الاشعار الاصمعي

۲۷
قلمی

خرید کرده برای کتب خانهٔ وقف منصبیه میرٹھ

در عهد تولیت حضور پرنور جناب خان بهادر

مولوی سید محمد حسین صاحب شوق

زیدی متولی وقف منصبیه میرٹھ داخل شد.

قیمت [illegible]
روپیه [illegible]

کتبخانه وقف منصبیه میرٹھ

قسمت ۲

انعام خریداران اصلاح

مسمی بعبارۃ مصرع سجیل

الحجمة

ع ۱۱۸۶

من افادات محی السنۃ ومروج الشریعۃ
قامع البدعۃ ظہیر الملۃ والدین سید المحققین
فخر العلماء الاماجد مولانا **السید علی اظہر**
دامت برکاتہ
علی العالمین

اس رسالہ میں صرف
کلوخ کا بدعت ہونا اور **جہر بآمین** کا سنت ہونا صحیحین سے ثابت کیا گیا ہے
مع ضمیمہ
حصول النقا بالاستنجا من الما مصنفہ مولوی مبارک علی صاحب اہلحدیث

در مطبع اصلاح سجاول طبع شد
قیمت ۳

[illegible] وقف [illegible]

الجمرة

من تصنیفات السید السند
والحبر المعتمد وحید العصر
فرید الدهر محی السنۃ
قامع البدعۃ فخر الحکماء ظہیر
العلماء مولانا السید علی اظہر
دامت برکاتہ وزادت افاداتہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین والہ الطیبین الطاہرین **امّا بعد** اس رسالہ مین ہم صرف مسئلہ کلوخ کو بیان کرتے ہین کہ وہ بدعت ہی ذوالفقار حیدر جلد چہارم سے یہ مسئلہ بھی علیحدہ کیا گیا۔ تاکہ اہل سنت کو عموماً اور اہل حدیث کو خصوصاً معلوم ہو کہ دعواے اتباع سنت رسول مین کہانتک وہ راست گو ہین چونکہ رسالۃ الوضو نے عام طور پر بدعت مسئلہ غسل قدمین کا بہ ایجاد واجتہاد خلیفہ دوم رائج ہونا ثابت کر دیا جس سے بعض حضرات نے مذہب حق کو قبول بھی کیا۔ لہذا

ان کی حق پسندی اور دعوے اتباع سنت سے امید قوی ہے کہ اس بدعت کو ترک کر کے سنت رسول اللہ پر عمل کرینگے جو مقدمۂ طہارت ہے اور بغیر طہارت نماز صحیح نہین جیسا کہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین ۔

وسبب کونهما کبیرین ان عدم التنزہ من البول یلزم منه بطلان الصلوۃ فترکها کبیرۃ بلاشك ص۱۴۱

یعنی کبیرہ ہونا اسکا اس سے ثابت ہے کہ بول سے احتراز نہ کرنا باعث بطلان نماز ہے تو اسکا ترک کرنا کبیرہ ہے بلا شک و ریب

اسلیے مین نے یہ رسالہ محض قربۃً للہ تحریر کیا تاکہ تمام مسلمانون کو معلوم ہو کہ **اصل سنت رسول طہارت بول** کے بارے مین یہی ہے کہ پانی سے اسکی طہارت کی جاے نہ کلوخ وغیرہ سے جو بدعت ہے۔ اس رسالہ کی غرض نہ سنی کو شیعہ بنانا ہے نہ حنفی کو اہل حدیث (وہابی) وغیرہ بلکہ یہ مقصود ہے کہ ہر فرقہ یا ہر شخص اپنے مذہب پر باقی رہ کر بھی اتباع سنت کر سکتا ہے جس سے علاوہ قومی اتحاد کے یہ فائدہ ہوگا کہ کتاب و سنت پر بخوبی عمل ہو جاے ۔ اور مخالفین اسلام کی نظرون مین معلوم ہو کہ کل مسلمان ایک شریعت کے پابند ہین اور خدا و رسول واحد کے پیرو ہین۔ محض اسی خیال سے یہ رسالہ لکھا گیا کہ لوگ بدعت سے بچین اور سنت کے عامل ہون۔ کیونکہ نماز اہل حدیث کے یہان اصول دین مین داخل ہے اور وہ بغیر طہارت ہو نہین سکتی۔ لہذا کل مسلمانون پر فرض ہے کہ وہ سنت کی پیروی کرین اور بدعت سے جو ضلالت ہے پرہیز کرین اسلیے محض انھین کتابون سے استدلال کیا جائے گا جو تمامی اہل سنت کے یہان نہایت صحیح و مستند مانی جاتی ہین اور کسی کو اُسکے اعتبار و اعتماد مین عذر نہین ہو سکتا۔

ہم جب ان مسائل پر نظر ڈالتے ہین جنھین دو اسلامی فریق حنفی۔ وہابی لڑے مرتے ہین عدالتون تک جاتے ہین تو سخت حیرت ہوتی ہے کہ ان مسائل مین

کیون اسقدر کج بحثیان ہو رہی ہین مثل رفع یدین۔ آمین بالجہر وغیرہ کے جو محض مہمل ہین۔ یا نماز مین ٹخنون کے چھپانے اور نہ چھپانے مین لڑتے ہین یا یہ کہ عیدین کی نماز صحرا مین ہونی چاہیے یا مسجد مین۔ اور ایسے مسائل سے کوئی بحث نہین کرتا جسکے بغیر روزہ نماز حج وغیرہ سب باطل ہو یعنی طہارت جسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ہو کہ بغیر اُسکے نہ آمین بالجہر والون کی نماز درست ہو سکتی ہے۔ نہ آمین بالاخفات والون کی نہ رفع یدین کرنیوالونکی نماز صحیح ہو سکتی ہے نہ اُسکے مخالف کی۔

افسوس طہارت ایسے عظیم الشان مسئلہ سے یون چشم پوشی کیجاے اور کسیکو اسکا خیال نہو حالانکہ خداوند عالم کسقدر اس بارے مین تاکید فرماتا ہے کہین تو فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین فرماتا ہے اور کہین ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسئلہ طہارت کیسا اہم اور ضروری ہے جسکے بارے مین اسقدر تاکیدین خود خداوند عالم فرماتا ہے۔ اور تمامی علماء و محدثین و فقہانے شریعت کی کتابون مین اسی کو مقدم رکھا ہے مگر افسوس کہ اہل سنت کے طرز عمل سے اس طرح کی بے پروائی ہوتی ہے کہ آپ فریقین (حنفی وہابی) کے معرکہ کارزار مین کبھی ان بحثون کو آتے نہ دیکھین گے۔ اسلیے مین نے عام طور پر فریقین کو مخاطب بنانا چاہا کہ شاید انکی ضرورت محسوس ہو اور طہارت کا خیال آے کہ اس مین اتباع سنت ضروری ہے کیونکہ خدانے مشرکون کو نجس فرماکر اس طرح علحدہ کیا کہ کسی طرح ان کے طہارت کی بغیر قبول اسلام امید ہی نہین کی جا سکتی۔ اب اگر مسلمان لوگ بھی پابند طہارت نہ ہون گے تو مس قرآن کیونکر کر سکتے ہین جس کے بارے مین فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون۔ پھر اس طہارت ہمہ نجاست کے ساتھ اگر مس قرآن کیا تو گنہگار ہوے۔ اور

نماز پڑھائی تو اور بھی خطا کار۔

پہلے ہم کو نہایت افسوس سے یہ دکھانا پڑتا ہے کہ اس کلوخ مین اہلسنت تمامتر سنت کے خلاف بلکہ بدعت کے مطابق عمل کرتے ہین حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین ایک خاص رسالہ لکھتے ہین۔ جس مین خلیفہ دوم کے مذہب خاص اور اجتہادات خاصہ کو جمع کرتے ہین اس مین رقم طراز ہین۔

مذہب ابی بکر عن یسار بن نمیر کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحائط او حجر ولم یمسہ بماء قلت اجمع علی ذلک علماء اہل السنۃ ولیس فیہا حدیث مرفوع وانما ہو مذہب عمر قیاسا علی الاستنجاء من الغائط اطبق علی تقلیدہ العلماء ص۸۸ مقصد۲۔

یعنی ابوبکر نے یسار ابن نمیر سے روایت کی ہے کہ عمر جس وقت پیشاب کرتے تھے تو مسح کرتے تھے اپنے ذکر کو کبھی دیوار سے یا پتھر سے اور اوسکو پانی سے نہین دھوتے تھے شاہ صاحب کہتے ہین کہ اسپر اجماع کیا ہے علماے اہل سنت نے حالانکہ اس بارے مین ہرگز ہرگز کوئی حدیث مرفوع نہین ہے یہ فقط مذہب عمر ہے بنا بر قیاس استنجا من الغائط کے اور کلوخ لینے پر اتفاق کیا ہے بالاطباق تمام علما نے اس عبارت پر بطور فائدہ لکھا ہے۔ **استنجا بکلوخ بعد پیشاب سنت عمر است** اور مولوی عبد الحی صاحب حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین۔

واما فی البول فالغسل بالماء ثابت بہذا الروایۃ واما استعمال الحجر فیہ فلم اطلع علی حدیث صریح یدل علیہ ان النبی فعلہ

ثم ثبت ذلک صریحا عن عمر انہ کان یبول ویمسح ذکرہ بحجر او تراب لم یمسہ الماء اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ وابو نعیم فی الحلیہ والطبرانی فی الاوسط یعنی پیشاب کی طہارت پانی سے تو اس روایت سے

ثابت ہے مگر کلوخ لینا حضرت کا کسی حدیث صریح سے نہین معلوم ہوتا کہ حضرت نے کبھی کلوخ لیا ہو۔ پھر لکھتے ہین ہان فعل عمر سے البتہ بصراحت ثابت ہے کہ وہ جب پیشاب کرتے تو پتھر یا خاک سے پونچھ ڈالتے اور پانی سے نہین طہارت کرتے جیسا کہ مصنف عبد الرزاق حلیۃ الاولیا ابو نعیم و اوسط طبرانی مین مذکور ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت باتفاق سنت عمری کے عامل ہین اور اس مادہ مین کوئی حدیث نہین ہے اسپر بھی دعواے عمل بر سنت رسول موجب حیرت نحول ہے اب نہ معلوم کہ اسکو بھی احداث یعنی بدعت فی الدین کہین گے یا نہین کہ صریح خلاف کتاب و سنت رسول ہے اور غالبا اسکے بدعت اور قابل شمار ہونے مین بھی کوئی عذر نہو کیونکہ حدیث حذیفہ سے معلوم ہے کہ تین سو آدمی اگر اس بدعت کی پیروی کرین تو قابل شمار ہے اور اس بدعت کے تابع و مقلد تو تمامی اہل سنت ہین۔

اگرچہ اس تصریح کے بعد اسکی ضرورت نہین کہ ہم اس فعل کے جواز و عدم جواز کی بحث کرین کیونکہ باتفاق تمامی اہل اسلام مسلم ہے کہ خدا و رسول کے سوا بلکہ بجز خداوند عالم کسی کو احکام تشریعی[عہ] مین دخل نہین نہ کسی کے حکم پر کوئی عمل کر سکتا ہے۔ پھر صرف اجتہاد یا قیاس یا مذہب عمری پر کوئی مسلمان کیونکر عمل کر سکتا ہے حالانکہ تمام نصوص صریحہ سنت رسول کی ہمارے پاس موجود ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا طرز عمل اس بارے مین کیا تھا۔ اسکے برخلاف سنت عمری پر عمل کرنا کیونکر جائز ہے پہلی تفسیر آیہ فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله یحب المطهرین ملاحظہ ہو معالم التنزیل مین ہے عن ابی هریرة عن النبیؐ قال نزلت هذه الآیه فی اهل قبا فیه رجال یحبون ان یتطهروا

[لہ] ذوالفقار حیدر جلد ثانی ذالث ملاحظہ ہو۔ [عہ] ملاحظہ ہو رسالہ الوضو ۱۲

قال کانوا یستنجون بالماء نزلت فیہم الآیہ۔ ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ سے کہ یہ آیت نازل ہوئی اہل قبا کی تعریف مین وہ لوگ استنجا کرتے تھے پانی سے قال عطا کانوا یستنجون بالماء ولا ینامون اللیل علی جنابۃ۔ کہا عطانے کہ وہ لوگ استنجا کرتے تھے پانی سے او حالت جنابت مین شب کو نہ سوتے تھے جب تک غسل نہ کرلین ص ۲۳۱

اور تفسیر آیہ و اذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن مین لکھا ہے قال طاوس عن ابن عباس ابتلاہ اللہ بعشرۃ اشیاء وھی الفطرۃ خمس فی الراس قص الشارب والمضمضۃ والاستنشاق والسواک وفرق الراس وخمس فی البدن تقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ والختان والاستنجاء بالماء ص ۴۶ طاوس ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ خدا نے حضرت ابراہیم کی آزمائش لی دس چیزون مین جو مطابق فطرت ہین شارب ترشوانا مضمضہ کرنا ناک مین پانی دینا مسواک کرنا۔ سر کے بالون کا جدا کرنا (مانگ نکالنا) اور پانچ چیزین تمام بدن مین ہین ناخون ترشوانا۔ بغل کے بالون کا صاف کرنا حلق عانہ۔ ختنہ کرنا۔ آبدست لینا پانی سے۔ ان آیتون سے اتنا تو بالیقین ثابت ہوا کہ خداوند عالم اُن لوگون کی مدح و ثنا کر رہا ہے اور اپنی محبت ظاہر کرتا ہو اُنسے جو پانی سے استنجا کرتے ہین

تو اب کون مسلمان ہوگا جو اسکی نہ خواہش کریگا کہ ہم بھی اُسی طہارت کے پابند ہون جس سے حبیب خدا ابن سکین اور وہ طہارت یہی پانی والی ہی پاخانہ اور پیشاب مین علامہ شیخ علی دوہ کتاب محاضرات الاوائل والاواخر مین تاریخ القدس سے ناقل ہین اول من استنجی بالماء ونتف الابط ابراھیم ص کہ سب سے پہلے جسنے پانی سے استنجا کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین تو اب کوئی مسلمان اُس سنت ابراہیمی سے کیونکر عدول کر سکتا ہی جسکی تجدید کی سنت محمدی نے اور خداوند عالم فرماتا ہی ومن

یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه پس باوجود ملاحظہ ان آیات و احادیث صریحہ کے اس سے مخالفت کرنا اور سنت عمری پر عمل کرنا کیا حکم من سفه نفسه مین نہین داخل ہوگا۔ اب اسکے بعد وہ روایتین ملاحظہ ہون جن سے معلوم ہو کہ طہارت بول (پیشاب) کے بارے مین کسقدر تاکید ہے اور عذاب قبر زیادہ تر اسی سبب سے ہوتا ہے کہ لوگ پیشاب سے احتراز نہین کرتے

صحیح بخاری مین ہی باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله حدثنا عثمان قال ثنا جریر عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر النبی بحایط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورهما فقال النبی مایعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدهما لا یستتر من بوله وکان الآخر یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة فکسرها کسرتین فوضع علی کل قبر منهما کسرة فقیل له یا رسول اللہ لم فعلت هذا قال لعله ان یخفف عنهما ما لم تیبسا صـ ۱۵۹

ایضا باب ما جاء فی غسل البول صـ ۱۶۰

ایضا باب صـ ۱۶۰

ابن عباس سے روایت ہے کہ گذر ہوا رسول اللہ کا ایک باغ خرما مین باغہاے مدینہ سے اور سنی آواز دو آدمیون کی جنپر عذاب ہو رہا تھا انکی قبرون مین تو فرمایا حضرت نے دونون عذاب کیے جا رہے ہین۔ اور نہین عذاب ہوتا ہی انپر کسی بڑے امر مین پھر کہا ہان ایک ان دونون سے نہین پرہیز کرتا تھا اپنے بول سے۔ اور دوسرا چغلی کھاتا تھا پھر منگائی ایک ڈالی تر خرما کی اور اسکو دو ٹکڑے کر کے دونون قبرون پر رکھدیا پس کہا کسی نے کیون ایسا کیا یا رسول اللہ تو فرمایا شاید کم کر دیا جاے عذاب اُن دونون کا جبتک یہ دونون لکڑیان خشک نہ ہو جائین۔

اسکی شرح مین حافظ ابن حجر لکھتے ہین جسکا خلاصہ بقدر ضرورت عرض کیا جاتا ہے

اعمش کی روایت مین ہی بقبرین اور ماجہ مین ہی جدیدین (دونون قبرین تازہ تھین) ابن بطال نے استدلال کیا ہی کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ عذاب صرف گناہ کبیرہ ہی سے نہین بلکہ گناہ صغیرہ پر بھی عذاب ہوتا ہے کیونکہ بول سے احتراز کرنے کے بارے مین کوئی حدیث (خوف دلانے کی) اسکے پہلے نہین وارد ہوئی تھی (تو کیا اسکے قبل جتنی آیتون مین حکم طہارت مذکور ہے اسکی تعلیم رسول اللہ نے نہین کی تھی) اور اسمین بھی اختلاف ہی کہ حضرت نے جو فرمایا وانہ لکبیر تو اس سے کیا مراد ہے ابو عبد الملک یون کہتا ہے کہ ممکن ہے حضرت نے اسکو پہلے گناہ کبیرہ نہ سمجھا ہو بعد اسکے وحی نازل ہوئی کہ یہ کبیرہ ہے۔ لہذا اسکی تلافی کی کہ بلیٰ (کیا اچھی قدر دانی علم رسول ہے) (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہ لکبیر کی ضمیر عذاب کی طرف پھرتی ہو جیسا کہ صحیح ابن حبان مین ہے حدیث ابو ہریرہ سے کہ ان دونون پر عذاب شدید ہوتا تھا ہلکے گناہ مین (۳) یہ بھی ہو سکتا ہی کہ ضمیر نمیمہ کی طرف پھرتی ہو جو دونون گناہون سے ایک گناہ ہے اور وہ کبیرہ ہے بخلاف کشف عورت کے (جسکے مطلب یہ ہوے کہ بول سے پرہیز نہ کرنے پر عذاب نہین تھا بلکہ نمیمہ پر عذاب ہوتا تھا۔ حالانکہ حضرت بتصریح فرماتے ہین بلی کان احدھما لا یستتر من بولہ یعنی ایک ان دونون سے جنپر عذاب ہو رہا ہے پیشاب سے احتراز نہین کرتا تھا بہر حال خود حافظ ابن حجر اس احتمال کو رد کرتے ہین) (۴) داودی ابن عربی نے کہا ہی کہ حضرت نے جو اسکے کبیرہ ہونے کی پہلے نفی کی تو مراد اس سے یہ ہی کہ اکبر کبائر سے نہین ہے مثل قتل وغیرہ کے اگرچہ خود فی الجملہ کبیرہ ہے (۵) یہ کہ بصورت ظاہری وہ کبیرہ نہین ہے۔ مگر گناہ کی حیثیت سے کبیرہ ہے (۶) یہ کہ ان لوگون کے نزدیک (جنپر عذاب ہو رہا ہے) یا مخاطبین کے نزدیک وہ کبیرہ نہین ہے مگر خدا کے یہان کبیرہ ہے

جیسا کہ خدا نے فرمایا ویحسبون هینا وهو عند الله عظیم (وہ لوگ اُسے ہلکا گمان کرتے ہین حالانکہ خدا کے نزدیک وہ عظیم ہے (۷) یہ مراد ہی کہ پیشاب سے احتراز کرنا اور پرہیز کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی اگر کوئی مشقت ہوتی ہو (بلکہ بہت آسان ہے) اسپر بھی (اسکا خیال نہ کیا) بغوی وغیرہ نے اسی احتمال کو یقینی کہا ہے اور ابن دقیق العید وغیرہ نے اسکو ترجیح دیا ہے (۸) یہ بھی محتمل ہے کہ اسکے کبیرہ ہونے کی نفی اسوجہ سے کی کہ صرف پرہیز نکرنا بول سے کبیرہ نہین ہے۔ مگر اسپر اصرار اور مواظبہ کرنا البتہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ اسکی تائید بھی خود ان روایتون سے ہوتی ہے جن سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ اُن لوگون کو یہی عادت تھی تمام ہوا ترجمہ ابن حجر بقدر ضرورت۔

اِن اختلافات کی نقل سے ہمارا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اہل سنت کو معلوم ہو کہ نجاست بول سے پرہیز نہ کرنا باعتراف انکے علما کے گناہ کبیرہ ہے خواہ بوحی اسکا علم ہو یا اُن مردون کے اور مخاطبین کے اعتقاد مین وہ گناہ کبیرہ نہو۔ حضرت عمر نے اسکو ایسا خفیف بنایا کہ اب کوئی شخص اسکو گناہ صغیرہ بھی نہین جانتا چہ جائیکہ کوئی گناہ کبیرہ سمجھے۔

پھر لکھتے ہین "اکثر روایتون مین لایستتر ہے تو مراد اس سے یہ ہی کہ وہ اپنے اور بول کے درمیان مین ستر نہین کرتا تھا یعنی پرہیز نہین کرتا تھا اس صورت مین وہ روایت بھی اسکے مطابق ہو جائیگی جس مین لایستنزہ ہے کیونکہ تنزہ کے معنی دوری کے ہین اور روایت ابن عساکر مین لایستبری ہی استبراء سے کہا ابن دقیق العید نے کہ سیاق حدیث دلالت کرتا ہے اسپر کہ بول کو عذاب قبر سے خاص لگاؤ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حدیث کے فقرہ لایستتر سے کشف عورت نہین مراد ہے کیونکہ صحیح ابن خزیمہ مین ہے ابو ہریرہ سے کہ اکثر عذاب قبر

بوجہ پیشاب کے ہے یعنی بہ سبب بے احتیاطی اور پرہیز نہ کرنے کے پیشاب سے چنانچہ ابو بکرہ کی روایت کہ ایک انمین سے پیشاب کے بارے مین عذاب کیا جاتا تھا۔ اسی کی مؤید ہے جیسا کہ امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کی اور طبرانی نے بھی مثل اسکی انس سے روایت کی ہے۔ افسوس ہے کہ ان شارحین نے یہ نہ لکھا کہ وہ کس طرح کی بے احتیاطی کرتے تھے جس سے اُنپر عذاب قبر ہوا کیونکہ یہ تو ہو نہین سکتا وہ صحابی اس پیشاب کو پاک سمجھتے ہون جسکی نجاست[1] ضروری دین سے ہے جسکا منکر کافر ہے اور وہ لوگ ایک زمانہ تک صحبت رسول سے مستفید ہوتے رہے کیونکہ ایک راوی اس روایت کے حضرت ابو ہریرہ بھی ہین جو ۷ھ کے بعد ایمان لائے۔ لہذا یہ گمان تو ہو نہین سکتا کہ وہ مطلقا اسکی طہارت نہ کرتے ہون چنانچہ الفاظ حدیث بھی اسپر دال ہین۔ تو ضرور ہوا کہ ان لوگون کی طہارت بھی ہوگی کہ مطابق مذہب حضرت عمر کلوخ لیتے ہون اور یہی باعث عذاب قبر ہوا کیونکہ یہ طہارت مطابق شریعت نہ تھی

اسکے بعد اس جملہ کی شرح مین کہ حضرت نے درخت خرما کی تر ڈالی منگا کر دونون قبرونپر رکھ دی لکھتے ہین "جو کچھ مسلم[2] نے جابر سے اس بارے مین روایت کی ہے ایک طولانی حدیث مین کہ جابر ہی دونون ڈالیان کاٹ لائے۔ تو یہ دوسرا واقعہ ہے کیونکہ اولا بخاری والی روایت کا قصہ خاص مدینہ کا ہے کہ بہت سے صحابہ حضرت کے ساتھ تھے۔ اور مسلم والی روایت سفر سے متعلق ہے کہ حضرت پاخانہ تشریف لے جاتے تھے اور جابر ساتھ تھے۔

---

[1] دیکھو روضہ ندیہ ۱۲

[2] اس تقریر کی وجہ یہ ہے کہ بخاری مسلم کی حدیثون مین اختلاف تھا اسلیے یہ تقریر کی گئی کہ دونون حدیث صحیح ہے ۱۲ منہ

ثانیا بخاری والی روایت مین یہ ہی کہ حضرت نے دو ٹکڑے کر کے دونون قبرون مین گاڑ دیا بخلاف روایت مسلم کہ اسمین حضرت نے جابر کو حکم دیا کہ اُن دونون درختون کی دو ڈالیان کاٹ لا مین جسکی آڑ مین حضرت قضاے حاجت کیلیے بیٹھے تھے اسکے بعد جابر کو حکم دیا کہ داہنے بائین اُن ڈالیون کو ڈالدین جہان حضرت بیٹھے ہوے تھے اسپر جابر نے سوال کیا تو حضرت نے فرمایا میرا گذر دو قبرونپر ہوا جنپر عذاب ہو رہا تھا۔ لہذا مین نے چاہا کہ میری شفاعت سے کچھ اُن کو تخفیف ہو جبتک دونون ڈالیان تر رہین بس معلوم ہوا کہ دونون روایتین (بخاری و مسلم کی) دو واقعہ سے متعلق ہین اور کوئی تعجب نہین کہ یہ قصہ چند مرتبہ ہوا ہو چنانچہ موید اسکی روایت صحیح ابن حبان بھی ہے ابو ہریرہ سے کہ حضرت کا گذر دو قبرونپر ہوا تو وہان توقف کیا اور دو ڈالیان خرما کی منگوائین ایک کو سرھانے رکھا اور دوسری کو پیر کی طرف تو اب یہ تیسرا قصہ ہوگا۔ اور موید اسکی روایت ابو رافع بھی ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کر کے ایک سر کی طرف رکھا اور دوسرا پیر کی طرف اور قصۂ واحدی مین سے ہے (جس مین ایک ہی قبر کا ذکر ہے) کہ حضرت نے ایک نصف تو سرہانے رکھا اور دوسرا نصف پیر کی طرف اور قصہ اثنین مین ہی کہ ہر قبر پر ایک جریدہ رکھوایا۔

فقرہ مالم ییبسا کی شرح مین لکھتے ہین کہا مازری نے ممکن ہے کہ حضرت کو وحی معلوم ہوا ہو کہ جبتک وہ دونون خشک نہونگی تخفیف عذاب رہیگی۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت نے اتنی مدت کے لیے شفاعت کی ہو کہا خطابی نے کہ حضرت نے دعا کی ہوگی تخفیف کی جبتک تری رہے نہ یہ کہ جریدہ کو کوئی خصوصیت ہو یا تر کو زیادہ خصوصیت بہ نسبت خشک کے یہ سب عقلی تکے ہین گویا فعل رسول عبث تھا اور یہ سب اہتمام لغو تھا معاذ اللہ من ذلک۔ اور کہا گیا ہے کہ جب تک جریدہ مین

تری رہتی ہے تسبیح خدا کرتا ہے تو برکت تسبیح سے تخفیف عذاب ہوتا ہی (نہ نفس جریدتین سے یہ صریح مخالف نص رسول ہے اسیوجہ سے ابن حجر فرماتے ہین) اگر یہ مانا جاے کہ جتنے درخت ہین سب اسمین شریک ہین جو تر ہونگے اور یہی حال ہی اُن چیزون کا جن مین برکت ہے مثل ذکر تلاوت قرآن کے تو اس سے بدرجہ اولی تخفیف عذاب ہوگا۔

کہا طیبی نے اسکی حکمت ہمکو معلوم نہین کیون تری رہنے سے عذاب نہوگا جیسا کہ زبانیہ کی تعداد نہین معلوم۔

اور مستنکر (ناجائز) جانا ہی خطابی نے جریدتین رکھنے کو قبر پر بنیاد اس روایت کے (کیونکہ فعل رسول ہی!)

کہا طرسوسی نے (وجہ استنکار مین) اسوجہ سے کہ یہ برکت خاص تھی حضرت کے ہاتھ کے ساتھ۔ کہا قاضی عیاض نے اسوجہ سے جریدتین کا رکھنا مستنکر ہے کہ حضرت نے خبر غیب بیان کی کہ چونکہ اُنپر عذاب ہورہا تھا اسوجہ سے جریدتین گاڑ دی گئی۔ تو چونکہ یہ امر غیب سے متعلق تھا کہ حضرت کو معلوم ہوا لہذا اب ایسا نہ کرنا چاہیے (کیا معلوم کہ اب عذاب ہوتا ہے یا نہین) قلت ابن حجر کہتے ہین کہ ہمارے اس نہ جاننے سے کہ عذاب ہوتا ہی یا نہین یہ ضرور نہین ہے کہ وہ کام نہ کرین جس سے تخفیف عذاب ہو جیسا کہ حال رحمت خدا نہ جاننے سے یہ نہین ہو سکتا کہ ہم دعاے رحمت نہ کرین اور نیز سیاق روایت مین بھی یہ نہین ہے کہ حضرت نے یہ کام کیا ہو بلکہ محتمل ہے کہ حضرت نے اسکا حکم دیا ہو۔ چنانچہ اسکی تاسی کی بریدہ بن حصیب صحابی نے کہ وصیت کی اسکی کہ ان کی قبر پر دو جریدہ رکھا جاے جیسا کہ باب جنائز مین مذکور ہوگا تو وہ زیادہ مستحق ہین اسکے کہ پیروی کیجاے اُنکی صـ ۱۹۰

ان روایات اور اقوال سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہل سنت مین کس قدر دیانت داری ہی اور خدا ترسی اور کس قدر اتباع سنت رسول ہے کہ حضرت تو اسدرجہ

اسمین تاکید فرمائین کہ ایک مرتبہ نہین بلکہ خود چند مرتبہ کرکے دکھائین۔ اور
لوگون کو بتائین اور یہ حضرات اسکو خلاف عقل سمجھین اور قابل مضحکہ
جانین اور صرف اسوجہ سے کہ اس کی حکمت اُن کی سمجھ مین نہین آتی اس
سنت کو موقوف کردین۔ حالانکہ خود ناقل ہین کہ حضرت بریدہ بن حصیب
صحابی نے اسکی وصیت کی مگر لوگ بمخالفت حکم رسول اسکو مستنکر اور ناجائز
جانین **اس سے بڑھکر اتباع سنت رسول کی کیا دلیل
ہوسکتی ہے۔**

افسوس کہ اُصول دین مین جہان اجتہاد واجب ہو یہ لوگ عقل کو اسدرجہ
معطل کردیتے ہین کہ کوئی اُسکو تمیز ہی نہین رہتی نہ کسی چیز کا اسکو حسن معلوم
ہوتا ہے نہ قبح۔ اور عبادات مین جہان صرف تعبد درکار ہے وہان یہ
لیت ولعل کیا جاے کہ اسکی حکمت نہین سمجھ مین آتی مصلحت اسکی نہین معلوم
ہوتی۔ لہذا اسکو ترک کرنا چاہیے اور قبیح و مستنکر سمجھنا چاہیے ایسے مدعی ہین
اتباع سنت کے حالانکہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین انہی جریدتین کے بارے
مین لکھتے ہین واذا کان العقل لایعمل جعلہ لتمیز فیہا وجاء النص
وجب المصیر الیہ صہ ۱۴۲ یعنی جب عقل پورے طور پر اسکی مصلحت کو دریافت
نہین کرسکتی اور نص صریح موجود ہے تو اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے۔
یعنی جریدتین کا استعمال کرنا چاہیے۔

جس باب جنائز کا اشارہ ابن حجر نے کیا ہے اُسکی حالت یہ ہو کہ امام بخاری
نے ایک خاص باب اسکے لیے قرار دیا باب الجرید علی القبر واوصی
بریدۃ الاسلمی ان یجعل فی قبرہ جریدان صہ ۶۹۹ حافظ ابن حجر اسکی
شرح مین لکھتے ہین وہ وصیت کی بریدہ نے کہ جریدتین اُنکی قبر مین رکھی
جائین۔ اور موت اُن کی ادے خراسان مین ہوئی ابن مرابط وغیرہ نے کہا
ہے کہ محتمل ہو کہ بریدہ نے اسکا حکم دیا ہو کہ ظاہر قبر مین دو جریدے گاڑدیے

ہا مین بغرض اقتداے فعل نبی کہ حضرت نے بھی جریدتین کو قبر پر رکھا تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ بریدہ نے قبر کے اندر رکھنے کا حکم دیا ہو کیونکہ درخت خرما مین خاص برکت ہے بسبب قول حق تعالیٰ کشجرۃ طیبۃ کے مگر احتمال اول زیادہ ظاہر ہے اور موید اسکا بھی ہے کہ مصنف نے آخر باب مین اس حدیث کو وارد کیا اور بریدہ نے اس حدیث کو عام سمجھا کہ ہر شخص کو ایسا کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ **خاص ہوا انھین دونون قبرون سے جنپر عذاب ہوتا تھا۔**

اسکے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کی قبر پر ایک خیمہ نصب کرایا اور ایک خادم کو اسکی حفاظت کے لیے مقرر کیا جب ابن عمر آئے تو انھون نے خیمہ کو اکھڑوا دیا اور کہا اسکا عمل سایہ افگن ہوگا چونکہ اس واقعہ سے ہم کو غرض نہین ہے لہذا پہلی روایت بخاری کے بقیہ شرح کی طرف رجوع کرتے ہین۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہین کہ اسمین اختلاف کیا گیا ہے کہ جن مردون پر عذاب ہو رہا تھا قبر مین وہ کافر تھے یا مسلمان ابو موسیٰ مدینی نے تو اسکا یقین کیا ہے کہ وہ کافر تھے اور ابن عطار کا جزم اسپر ہے کہ وہ مسلمان تھے ورنہ حضرت تخفیف عذاب کے لیے کیون دعا کرتے ابن حجر لکھتے ہین کہ حدیث کے مجموعی طریقون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ **دونون قبرین مسلمانون کی تھین** کیونکہ ابن ماجہ کی روایت مین ہے مر بقبرین جدیدین فانتفی کونھما فی الجاھلیہ کہ وہ دونون قبرین تازہ تھین تو معلوم ہوا کفار زمانۂ جاہلیت کی قبرین نہ تھین۔ اور حدیث ابو امامہ مین ہے بروایت احمد کہ حضرت کا گذر قبرستان بقیع مین ہوا تو پوچھا **آج کسکو تم نے یہان دفن کیا ہے** اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ دونون مسلمان تھے کیونکہ بقیع مسلمانون کا قبرستان تھا اور خطاب بھی حضرت نے مسلمانون سے کیا اور روایت ابو بکرہ نزد احمد

وطبرانی بھی اسی کی موید ہے جو بسند صحیح ہے کہ وہ دونون مسلمان تھے کیونکہ حضرت نے فرمایا ان دونون پر کسی بڑے امر کے سبب سے نہین عذاب ہوتا۔ صرف غیبت اور بول کے سبب سے عذاب ہو رہا ہے تو اس حصر سے بھی معلوم ہوا کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر پر گو بسبب ترک احکام اسلام بھی عذاب ہوتا ہے مگر کفر پر عذاب ہونا یقینی ہے یہانتک لکھکر فرماتے ہین اس حدیث مین بہت سے فائدے ہین ایک یہ کہ عذاب قبر اس سے ثابت ہی دوسرے اسمین تحذیر (یعنی ممانعت ہے) ملابسہ بول سے اور ملحق ہے اسکے ساتھ دوسری نجاستین بھی بدن کی ہون یا لباس کی انتہی صفحہ ۱۶۰۔

اگرچہ ان عبارتون کی نقل مین کچھ طول ہوا مگر اس سے چند فائدے حاصل ہوے۔

اول یہ کہ پیشاب سے احتراز کرنا اور اسکی نجاست کا خیال نہ کرنا ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ حضرت کو وحی کے ذریعہ سے اطلاع دیگئی **تو اب حضرت عمر کا اس کی مخالفت کرنا کس درجہ ایمان داری کی دلیل ہے اور ائمہ اربعہ کا بلا اختلاف اسے قبول کرلینا کس درجہ مخالفت سنت کی دلیل ہے۔**

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امر مین متابعت سنت رسول کرنا کیسا آسان ہے کہ بول کی طہارت کرلیا کرین۔ مگر اسمین بھی سنت رسول کی پیروی نہین کی جاتی تو امور مہمہ و مشکلہ مین کیا امید ہوسکتی ہے اور جب ایسی باتون مین حضرت عمر نے مخالفت رسول کی اور اپنے اسلاف کی اتباع کو مقدم سمجھا تو جن امور مین کہ نفع دنیوی مترتب تھا کیون نہ مخالفت رسول کو ضروری سمجھین گے

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود حضرت کے صحابی پر اسی وجہ سے عذاب قبر ہو

گروہ لوگ پیشاب سے پرہیز نہ کرتے تھے کیونکہ علاوہ روایات کے خود حافظ ابن حجر نے تصریح کردی کہ وہ سب مسلمان تھے جو قبرستان بقیع مین مدفون ہوئے تو پھر دوسرے صحابہ پر بھی اسیوجہ سے ضرور ہو سکتا ہے خصوصًا **اس شخص پر جس کی رائے و قیاس نے نجاست بول سے احتراز کرنے کو کم کردیا۔** اس روایت نے اہل سنت کے اس عقیدہ کی بھی طرح قلعی کھولدی جو اپنے صحابہ کے بارے مین کہتے ہین کہ سب مغفور ہین اور سب بہشتی ہین۔

چوتھے یہ کہ حضرت نے ایک ہی دفعہ نہین اسکو ظاہر کیا بلکہ مکرر سہ کرر جسکے مضمون کا اقرار ابن حجر کو بھی ہے حضرت نے ظاہر فرمایا کہ بسبب اجتناب نہ کرنے کے بول سے انپر عذاب قبر ہو رہا ہے مگر حضرت عمر نے مطلقاً نہ خیال کیا اور کلوخ کو جاری کیا اور تمامی اہل سنت نے بلا اختلاف اسے قبول کیا۔

پانچوین یہ کہ ان لوگون نے عام طور پر اس فعل رسول کو لغو سمجھا کہ جریدتین سے عذاب قبر مین تخفیف ہوتی ہے گو کسی نے کچھ تاویل کی کسی نے کچھ بات بنائی مگر کسی طرح ان کی عقل مین یہ بات نہ آئی کہ جریدتین سے کیون تخفیف عذاب ہوتا ہے کہ آخر اس سے ممانعت کردی گئی اور کسی شخص کو اہل سنت سے جریدتین نہین دیا جاتا بلکہ شیعون کی اس پابندی سنت پر اعتراض کرتے ہین حالانکہ خود انکے بھی راوی ہین کہ علاوہ سنت رسول حضرت بریدہ صحابی نے بھی انکی وصیت کی کہ انکی قبر مین جریدتین رکھی جائین **تو اگر درحقیقت یہ حضرات متبع سنت رسول ہوتے تو ضرور اسپر عمل کرتے** جسمین حضرت نے نہایت درجہ اہتمام اور مبالغہ فرمایا بلکہ **اگر سنت صحابہ کے بھی متبع ہوتے** تو فعل حضرت بریدہ صحابی کی تقلید کرتے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ انکا فعل زیادہ تر قابل اتباع ہی اور ان چیزون کو کرنا چاہیے جس سے تخفیف عذاب مترتب ہو۔

تواب بیشبہ یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرات اہل سنت اصل مین تبع سنت رسول نہین ہین بلکہ سنت عمری کے پیرو مین جبھی اس درجہ کلوخ لینے مین کد کرتے ہین جو صرف حضرت عمر کا فعل ہے اور جریدتین کا کبھی اپنے مردون مین استعمال نہین کرتے حالانکہ یہ سنت رسول و عمل حضرت بریدہ ضرورت اس کی ثابت ہی مگر چونکہ حضرت عمر نے یا انکے پیرودن نے اسکو لغو سمجھا لہذا آجتک یہ سلسلہ انکے یہان مطرود ہے گو امام بخاری اسکے لیے خاص باب ہی مقرر کرین۔

فعل حضرت بریدہ نے اور اہل سنت کی مخالفت نے انکے طرز عمل سے اور بھی اس خیال کو پختہ کر دیا کہ مقصود اصلی انکا اتباع سنت رسول نہین ہے کیونکہ حضرت بریدہ[طہ] صحابی اُن لوگون سے ہین جنکا میلان اہلبیت طاہرین

[طہ] نام انکا بریدہ ہے ابن حصیب اسلمی اسلام تو لائے تھے قبل جنگ بدر جنگ حدیبیہ مین شریک ہوئے اور بیعت الرضوان مین داخل تھے مدینہ مین سکونت تھی پھر بصرہ گئے بعدہ خراسان اور مرو مین وفات پائی بزمانہ یزید بن معاویہ دیکھو استیعاب جلد اول صفحہ ۷۳ حدیث ولایت ان علیا منی وانا من علی وھذا ولی کل مومن من بعدی انھین سے زیادہ مشہور ہے روضۃ الصفا مین ہی ہم صاحب غنیہ گوید کہ بعض گفتہ اند کہ بریدہ بن الحصیب اسلمی علمی مرتب داشتہ بمدینہ آورد و بر در سرای مرتضی علی نصب کرد عمر ابن الخطاب باین معنی وقوف یافتہ و با او خطاب کرد کہ ہمہ خلق بابی بکر بیعت کردہ اند تو چرا مخالفت میکنی جواب داد کہ ما بغیر صاحب این بیت با دیگرے بیعت نکنیم بعد ازان صحابہ مجمع ساختہ بریدہ را طلب کردند بریدہ حاضر شد از وی استفسار نمودند کہ حال تو چیست کہ امثال این کلمات از تو نقل میکنند بریدہ جواب داد کہ نوبتے حضرت پیغمبر مرا با خالد بن الولید با طائفہ ہمراہ علی بن ابیطالب بجانب یمن فرستاد بخدا سوگند دران سفر ہیچ قربے را بر قرب علی دشمن تر و ہیچ فراقے را بر فراق او دوست تر نمیداشتم چون از سفر بازگشتم اول بخدمت حضرت شتافتم آن حضرت فرمود کہ علی را چگونہ گذاشتی من بنا بر کدورتی کہ از علی در دل داشتم عیب او کردم از سخن من تغیر بر بشرہ مبارک آنحضرت ظاہر شد فرمود اے بریدہ لتقع فی رجل انہ لاولی الناس بکم بعدی

کی طرف زیادہ تھا۔ اور مخالفت شیخین کے علم بردار تھے اسیوجہ سے ان کا فعل قابل تقلید نہ سمجھا گیا **اب یہان ہم تمامی اہل سنت سے عموماً اور اہل حدیث سے خصوصاً بکمال ادب سوال کرتے ہین** کہ احادیث مذکورہ بالا کو ملاحظہ فرما کر انصافاً کہین کہ خدا ترسی اور دینداری اور اتباع سنت کا دعوی شیعون کو زیادہ مناسب ہے جو مطابق سنت رسول ہمیشہ بول کا استنجا پانی سے کرتے ہین اور کلوخ نہین لیتے اور مطابق سنت رسول و فعل حضرت بریدہ جریدتین کو میت کیساتھ قبر مین ضرور رکھتے ہین !! یا اہل سنت کو جو بہ سنت عمری کلوخ کے استعمال مین زیادہ مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ پانی موجود رہتے بھی وہ کلوخ ہی لیتے ہین۔ اور مخالفت سنت رسول پانی سے استنجا کو لازم نہین جانتے اور مخالفت سنت رسول و عمل حضرت بریدہ جریدتین کے استعمال کو اموات کے لیئے قابل مضحکہ جانتے ہین۔

اگر صرف انھین دونون مسئلون پر کچھ بھی غور کرین گے بلکہ بنظر سرسری بھی دیکھین گے تو اُن کو صاف معلوم ہوگا کہ سنت رسول اللہ سے ہرگز ہرگز ان کو کوئی واسطہ نہین بلکہ جو کچھ ہے وہ **سنت عمری** صرف عوام کی فریب دہی کے لیے سنت رسول کا دعوے کیا جاتا ہے۔

ہان وہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ہم اپنے اعمال کو خصوصاً ولائے شیخین کو ایسا عمل صحیح سمجھتے ہین کہ عذاب قبر کا مطلقاً خوف ہی نہین اس لیے جریدتین کی ضرورت نہین۔ مگر جس شخص کو اسکا دعوی ہو کہ ہم بندہ خدا ہین کیونکر ایسا کلمہ منھ سے نکال سکتا ہے، جو خدا اور اسکے رسول پر حشر و نشر پر ایمان لاچکا ہے اور خدا کو غفور رحیم کے ساتھ جبار و قہار بھی مانتا ہو وہ کیونکر اسکا قائل ہوسکتا ہے؟ یہ دعوی تو صرف دہریون کو ہو سکتا ہے۔ جو

نہ خدا کو مانتے ہین نہ حشر ونشر ومعاد کو۔ جب ہی تو وہ پیشاب کی طہارت کو پانی سے اور جریدتین کو ایک شے لغو سمجھتے ہین۔ کہ پیشاب سے کیا عذاب ہوگا؟ اور خرما کی ڈالی کیا تخفیف عذاب کر سکتی ہے؟ اگر پاخانہ مین بدبو نہوتی طبعی کراہت اُس سے نہ ہوتی تو اسکے بھی دھونیکی ضرورت نہ تھی جب ہی تو **حضرت عمر وابن الزبیر** نے عادت عمر **آبدست ہی نہ لیا۔**

کیسے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ کے صحابی جنھین خود صحابہ نے غسل وکفن دیا اور اگر رسول اللہؐ نے اُنکے جنازہ کی نماز نہ پڑھی ہو تو صحابہ نے ضرور پڑھی ہوگی۔ اور جنت البقیع مین مدفون بھی ہوئے۔ اسپر توبوجہ نہ پرہیز کرنے کے پیشاب سے اُنپر عذاب خدا نازل ہوا اور بریدہ سا جلیل القدر ان خدمات اسلام پر خائف رہے عذاب قبر سے جو جریدتین کے لیے وصیت کر جائے۔ مگر حضرت عمر اور اُن کی امت اہل سنت ایسے خدا کے بیٹے بنے ہین کہ باوصفیکہ طہارت بول بھی نہین کرتے اسدرجہ عذاب قبر سے مطمئن ہون کہ جریدتین کی بھی اُنکو ضرورت نہو بلکہ اسکو قابل مضحکہ سمجھین۔ تو اب بجز اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اہل سنت سنت عمری کے پابند ہین لہذا اس کلوخ مین جو سنت خاص حضرت عمر کی ہے اُس مین سب متفق ہین۔ اگر سنت رسول سے مطلب ہوتا تو کسی کو ائمہ اربعہ سے اس کا خیال آتا اور اختلاف کرتے جیسا کہ دیگر مسائل مین صدہا قسم کا اختلاف کر رہے ہین جن مین کوئی بھی حدیث حضرت کی موجود ہے مگر اس مسئلہ کلوخ مین کسی کو اختلاف نہین دیکھیے سنت رسول یہ ہے صحیح بخاری مین ہے

باب الاستنجاء بالماء قال سمعت انس بن مالک قال

کان النبی اذا خرج لحاجتہ اجی انا وغلام معنا اداوۃ من ماء
یستنجی بہ ص ۲۷

باب ما جاء فی غسل البول وقال النبی لصاحب القبر
کان لا یستتر من بولہ ولم یذکر سوی بول الناس عن انس بن
مالک قال کان رسول اللہ اذا تبرز لحاجتہ اتیتہ بماء
فیغسل بہ ص ۳۵

باب حدثنا محمد بن المثنی عن ابن عباس قال مر النبی بقبرین
فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدہما فکان
لا یستتر من البول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ
جریدۃ رطبۃ فشقہا نصفین فغرز فی کل قبر واحدۃ قالوا
یا رسول اللہ لم فعلت ہذا قال لعلہ یخفف عنہما ما لم ییبسا
قال ابن المثنی وحدثنا وکیع قال حدثنا الاعمش سمعت
مجاہدا مثلہ

پہلی روایت اگرچہ مطلق استنجا کے بارے مین ہے خواہ پیشاب سے ہو
خواہ پاخانہ سے مگر اس کی دلالت پیشاب کے استنجا پر بھی واضح ہے جیسا کہ
حافظ ابن حجر فرماتے ہین واستدل البخاری بہذا الحدیث علی
غسل البول کما سیاتی

اور دوسری روایت کے بارے مین حافظ مذکور فرماتے ہین والاستدلال
بہ ہہنا علی غسل البول اعم من الاستدلال علی الاستنجاء تکرار فیہ۔
اور تیسری روایت کے بارے مین لکھتے ہین والاستدلال بہ علی غسل
البول واضح لکن ثبت الرخصۃ فی حق المستجمر فیستدل بہ علی وجوب
غسل ما انتشر علی المحل ص ۳۵

یہ تین روایتین صرف صحیح بخاری کی ہین جن سے وجوب غسل بول

بصراحت تمام ثابت ہوا اور دو حدیثین اسکی صحیح مسلم مین بھی منقول ہین باب الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ مین جس سے عام طور پر معلوم ہوا کہ ہمیشہ حضرت کا یہی دستور تھا کہ انس وغیرہ پانی لے جایا کرتے اور حضرت اس سے استنجا کرتے۔ اور قبل اس کے دو حدیثین مذکور ہوئین جن سے معلوم ہوا کہ عموم عذاب قبر اسی وجہ سے ہے کہ لوگ استنزاہ نہین کرتے یعنی اسکی طہارت کی پرواہ نہین کرتے۔ تو اب غور کرنا چاہیے کہ حضرت عمر نے بمخالفت نص صریح رسول اللہ اپنی امت کے لیے عذاب قبر کا دروازہ کشادہ کیا یا نہین؟ اور اسپر عمل کرنیوالے جن مین ائمہ اربعہ تمام وکمال شریک ہین عامل بر سنت رسول ہین یا بر سنت عمر کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ نے تصریح کردی ہے کوئی حدیث نبوی اس بارے مین نہین ہے بجز فعل عمر کے۔

رہا ابن حجر کا یہ قول والاستدلال بہ علی غسل البول واضح لکن ثبت الرخصۃ فی حق المستجمر کہ اگرچہ اس حدیث سے استدلال کرنا غسل بول پر واضح ہے مگر مستجمر (کلوخ لینے والے) کے حق مین رخصت ثابت ہے کس درجہ خلاف انصاف ہے کیونکہ کوئی حدیث صحیح بخاری مین یا اور کہین اس بارے مین نہین وارد ہے کہ حضرت نے بول کی طہارت مین استجمار کیا ہو پھر رخصت یعنی اجازت کہان سے ثابت ہوئی۔ اگر مراد رخصت سے یہ ہے کہ فعل عمر نے اسکی رخصت دی تو صحیح ہے مگر یہ اول نزاع ہے کہ بجز خدا ورسول کسی کے فعل کو احکام شرعی مین دخل ہے یا نہین جسکا جواب اہلسنت ہمیشہ یہی دیتے ہین کہ جواز وحرمت کسی چیز کی بجز حکم خدا اور رسول اور کسی سے نہین ہوسکتی پھر اس کلوخ کو کیا عزت ہے جو فعل عمر سے اسکا جواز ثابت ہوجاے۔ زیادہ تر تعجب تو اسپر ہے کہ یہی ابن حجر اس درجہ امام بخاری کے مقلد ہین کہ بحث وضو مین

صرف اسوجہ سے کہ امام بخاری نے حدیث ابن عمر ویل للاعقاب من النار سے استنباط کیا تھا کہ غسل قدمین کرنا چاہیے نہ مسح رجلین۔ نصوص صریحہ کتاب سے سنت کو رد کر دیا اور بہ تبعیت استنباط بخاری غسل کے قائل ہوئے[1] مگر نہ معلوم یہان امام بخاری نے کیا قصور کیا جو ابن حجر صاحب نے صرف رد حدیث نبوی ہی پر نہین اکتفا کی بلکہ استدلال امام بخاری کو بھی رد کر دیا حالانکہ انھون نے تین حدیثین اس مادہ مین لکھین اور سب کی نسبت ابن حجر صاحب اقرار کرتے ہین والاستدلال بہ علی غسل البول واضح تو اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ بحث وضو مین خدا اور امام بخاری مین اختلاف تھا اس لیے حمایت امام بخاری فرض تھی اور مسئلہ کلوخ مین چونکہ حضرت عمر اور امام بخاری مین اختلاف تھا اس لیے حمایت خلیفہ ضروری سمجھی گئی کہ کسی طرح انکا ایجادی کلوخ جاری رہے اہل حدیث ان احادیث کو دیکھکر اسکے تارک نہو جائین بدعت نہ سمجھنے لگین۔ اسیوجہ سے اُسکے بارے مین رخصت کا دعوے کر بیٹھے۔ اُس سے بھی زیادہ عجیب یہ تاویل ہے کہ کہا فیستدل بہ علی وجوب غسل ما انتشر علی المحل کہ اس حدیث سے استدلال کیا جائیگا اس پیشاب کے غسل پر جو منتشر ہو جاے اپنے محل سے۔ کیونکہ تینون حدیثون مین کوئی لفظ اسپر نہین دلالت کرتا کہ یہ طہارت انتشار علی المحل سے متعلق ہے اور چونکہ کوئی حدیث معارض اسکی نہین ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے تصریح کی تو کوئی ضرورت بھی اس تاویل کی نہ رہی کیونکہ دوسری حدیث مین اسکی تصریح موجود ہے کہ آنحضرت جب حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو ہم پانی لے جاتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ استنجا آپ کا

---

[1] دیکھو رسالۃ الوضو صـ۴۹

پانی سے ہوتا تھا اور آپ پانی سے طہارت کرتے تھے یعنی دھوتے تھے تو کیا حضرت کی نسبت کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ہر دفعہ آپکو انتشار علی المحل پیش آتا تھا۔ اور کیا انس ابن مالک وغیرہ بھی اس راز سے مطلع تھے جو ہر دفعہ پانی لے جایا کرتے تھے۔

افسوس ہزار افسوس کہ یہ لوگ خود ہی ان حدیثون کو بھی نقل کرتے ہین جسمین حضرت نے اسکی تصریح کی کہ عامہ عذاب قبر اسی وجہ سے ہو کہ وہ لوگ پیشاب سے احتراز نہین کرتے اور خود ہی یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت ہمیشہ بول کی طہارت پانی سے کرتے۔ مگر صرف تائید فعل عمر کے لیے سب حدیثون کو رد کر کے یا تاویل کر کے عذاب قبر کو قبول کرتے ہین اس سے بڑھکر اور کون سی دلیل اسکی ہوتی ہے کہ اصلی مذہب انکا اتباع عمر ہی نہ اتباع خدا و رسول۔

مولوی عبدالحی صاحب نے تو اور بھی کمال کیا کہ اسکی تصریح کر کے کہ کلوخ کا لینا کسی حدیث صریح سے ثابت نہین نقل عمری کے لیے ایک نئی تاویل سوجھی کہ حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین واما فی البول فالغسل بالماء ثابت بھذہ الروایۃ واما استعمال الحجر فیہ فلم اطلع علی حدیث صریح یدل علیہ ان النبی فعل نعم یفہم ذلک من روایۃ ابن ماجہ التی ذکرناہا آنفا فانہ یعلم منہ ان موضع استنجائہ کان غیر موضع قضاء حاجتہ وکان یکتفی ہناک بالاحجار ویغسل فی موضع اخر ویعلم منہ انہ کان یستعمل بعد البول ایضا حجرا او ترابا ونحو ذلک والا لزم تزائد النجاسۃ نعم ثبت ذلک صریحا عن عمر انہ کان یبول ویمسح ذکرہ بحجر او تراب

سلہ مولوی عبدالحی صاحب کی ادبیت اور عربیت اس تقریر مین قابل غور ہے کہ کس درجہ عالیہ پر فائز تھے ۱۲

لم یمسہ الماء صـ ۵۵ شرح الوقایہ

یعنی پیشاب کے بارے مین تو طہارت کرنا پانی سے ثابت ہے کہ پانی ہی سے پاک کرنا چاہیے اور ایسے ایسے موقع پر کلوخ لینا کسی حدیث صریح رسول اللہ سے نہین ثابت ہے کہ حضرت نے کبھی کلوخ لیا ہو۔ ہان ابن ماجہ کی روایت سے جسے ابھی ہمنے ذکر کیا یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضرت کے استنجا کی جگہ اور تھی اور پاکخانہ پھرنے کی دوسری جگہ تو وہان (جہان پاکخانہ پھرتے) ڈھیلون پر اکتفا کرتے (کلوخ لیتے) اور یہان آکر دھو یا کرتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت بعد پیشاب کے بھی پتھر یا خاک وغیرہ کا استعمال کرتے تھے (کلوخ لیتے تھے) ورنہ نجاست کا زیادہ ہونا لازم آتا ہے **ہان عمر کا یہ فعل البتہ بصراحت ثابت ہے** کہ وہ پیشاب کرکے کلوخ لیتے یا خاک ڈال دیتے اور اسکے بعد پانی سے نہین دھوتے۔

اس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اسکی کوشش کر رہے ہین کہ **کلوخ** کی ایجاد کا سہرہ حضرت عمر ہی تک محدود نہ رہے۔ بلکہ رسول اللہ بھی ان کے شریک کیے جائین حالانکہ بصراحت خود لکھ چکے ہین کہ کوئی حدیث صریح اس بادہ مین نہین۔ پھر یہ تحریف کیونکر چل سکتی ہے؟ اور خود شاہ ولی اللہ صاحب نے اسے مذہب عمری مین لکھا ہے۔

اب اس حدیث ابن ماجہ کو دیکھیے جسکے مطلب سمجھنے مین آپ یہ خوش فہمی دکھا رہے ہین ففی سنن ابن ماجہ عن عائشہ ما رأیت رسول اللہ م خرج قط من غائط الا مس ماء یعنی سنن ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہے کہ کبھی نہ دیکھا مین نے رسول اللہ کو پاکخانہ سے نکلتے ہوئے بے آبدست کیے پانی سے۔ اب خدا کے واسطے ہمکو کوئی یہ بتائے کہ اس حدیث مین کہان اسکا ذکر ہے کہ پاکخانہ اور جگہ پھرتے اور آبدست دوسری

جگہ بیٹے تھے جس سے دو مقام علحدہ علحدہ سمجھا جائے جیسا کہ آج کل بھی گنوارون مین جاری ہے کہ پاخانہ کہین پھر کر کسی گڑھے وغیرہ پر جاکر آبدست لے لیتے ہین - کیا مولوی صاحب نے اشرف المرسلین کی یہی شان سمجھی ہے ؟

مولوی صاحب کی یہ خوش فہمی اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ الاستنجاء کو بعد خروج سمجھے کہ حضرت پاخانہ سے جب نکل آتے تھے تب آبدست لیتے تھے - حالانکہ حضرت عائشہ یہ بیان کرتی ہین کہ کبھی بغیر آبدست کیے ہوئے آپ کو پاخانہ سے باہر آتے مین نے نہین دیکھا نہ یہ کہ حضرت پاخانہ سے باہر آکر کسی دوسرے مقام پر آبدست لیتے ہو؟

برین عقل و دانش بباید گریست

زیادہ تر افسوس تو اسکا ہے کہ خود اسکے بعد یہ روایت لکھتے ہین - فی الصحیحین عن انس کان رسول اللہ یدخل الخلا فاحمل انا وغلام معی اداوۃ من ماء فیستنجی بالماء کہ حضرت جب پاخانہ تشریف لیجاتے تو ہم لوگ ظرف آب لیجاتے جس سے آپ استنجا کرتے جس سے بصراحت ثابت ہے کہ وہی پانی پہونچایا جاتا - برخلاف اسکے یہ تجویز کرنا کہ آپ دوسری جگہ جاکر آبدست لیتے کسقدر جہ کی تحریف ہے اور اسپر یہ کہنا کہ یہان حضرت کلوخ لیا کرتے کسقدر جہ کی ایمانداری ہے حالانکہ کسی لفظ سے اسکا وجود نہین پایا جاتا کیونکہ بفرض محال اگر پاخانہ کی جگہ اور تھی اور آبدست لینے کی اور تو اس سے کلوخ لینا کہان سے نکلا کیونکہ تزائد نجاست کا احتمال تو اُسوقت ہوتا ہے کہ کسی کو عارضہ سلسل البول ہو یا ذرہ کا بھی کہ نہ پاخانہ رکے نہ پیشاب - اسپر یہ دعوی حتمی انہ کان یستعمل بعد البول ایضا حجرا او مدرا یا کیسا کھلا ہوا اتہام ہے کیونکہ یہان بطور حتم و جزم دعوی کیا کہ حضرت بعد پیشاب کے کلوخ لیا کرتے اور شروع مین کہہ آئے ہین کہ

کوئی حدیث صریح اس مادہ مین نہین ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی نفی کلی کر رہے ہین اور خود حدیث مین بھی کوئی لفظ ایسا نہین ہی جس سے یہ سمجھا جاسکے کہ اسمین پیشاب ہی کا ذکر ہے۔ پھر بجز افترا و اتہام اسکو کیا کہہ سکتے ہین کہ جواز فعل عمری کے لیے حضرت پر یہ ظلم کیا گیا حالانکہ حضرت عائشہ کی اس روایت نے کہ کبھی بغیر آبدست کیے آپ پاخانہ سے باہر نہ آتے اس احتمال کو بالکلیہ قطع کر دیا کہ کبھی آپ نے کلوخ لیا ہو۔ کیونکہ اس روایت کے صریحی مطلب تو یہی ہین کہ کبھی ایسا ہوا ہی نہین کہ آپ نے پانی سے آبدست نہ لیا ہو جس سے نفی کلی ہوگئی کلوخ لینے کی چہ جائیکہ اسی روایت سے کلوخ لینے کا اثبات کیا جاے اور اگر ان سب سے بھی قطع نظر کیا جاے تو مولوی صاحب کو کوئی فائدہ نہین کیونکہ اسکا تو ان کو اقرار بھی ہے کہ اگر بفرض محال کلوخ بھی لیتے تو اسکی طہارت پھر پانی سے کر لیتے۔ پس کیا نفع ہوا کیونکہ وہ کلوخ اگر کافی ہوتا تو پھر حضرت اسکی طہارت پانی سے کیون کرتے جو مذہب حضرت عمر تھا اور اہل سنت مین جاری و ساری ہے کہ پانی رہتے ہوے بھی وہ کلوخ ہی لیتے ہین اور اسکو مطہر اور پاک کرنے والا سمجھتے ہین حالانکہ انس والی روایت وغیرہ مین بھی بصراحت مذکور ہے کہ ہم ہمیشہ پانی لیجایا کرتے تھے آبدست کے لیے اور اسی کی موید وہ روایت بھی ہے جسے مولوی صاحب جامع ترمذی و مسند احمد و مسند بیہقی و مسند بزاز و مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ سے نقل کرتے ہین عن عائشۃ قالت للنساء مرن ازواجکن ان یغتسلوا اثر الغائط والبول بالماء فان رسول اللہؐ کان یفعلہ وانا استحیی منہم جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ حکم دیتی ہین عورتون کو کہ اپنے شوہرون سے کہین کہ وہ پاخانہ اور پیشاب کو پانی سے دھویا کرین کہ رسول اللہؐ یون ہی کرتے تھے۔

آن نصوص صریحہ کو دیکھکر بھی مولوی صاحب اسی فکر مین ہین کہ حضرت عمر کے کلوخ کو بفعل رسول ثابت کرین نہایت عجیب ہے۔

بہر حال جب خود شاہ ولی اللہ نے اقرار کیا ہے کہ کوئی حدیث مرفوع نہین ہے اس بارے مین بلکہ صرف فعل عمر سے ثابت ہے اور مذہب عمری مین اسکو لکھا ہے اور خود مولوی صاحب نے بھی اقرار کیا کہ کوئی حدیث صریح اس بارے مین نہین ہے تو محض ان کی ذاتی اور شخصی سمجھ سے کیونکر حضرت کا کلوخ لینا ثابت ہو سکتا ہے حالانکہ بتصریح اہل سنت ثابت ہے کہ خود صحابہ کی محض فہم اور سمجھ سے استدلال نہین ہو سکتا وہ حجت نہین۔

افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت صرف مخالفت خدا و رسول ہی پر نہین اکتفا کرتے بلکہ اسپر یہ ترقی بھی کرتے ہین کہ خود حضرت کو اپنی ایجاد کردہ شریعت کا تابع زبردِ بنانا چاہتے ہین جو صریحی مخالفت خدا و رسول ہے۔

بہر حال ہر ظاہر بین ان کے اہتمام و پابندی کلوخ سے یہی گمان کریگا کہ یہ لوگ ایسے **پابند سنت** ہین کہ بلا خیال و شرم و حیا از خلائق وہ بات کر رہے ہین جس سے دیکھنے والے اپنی آنکھین بند کر لین۔ اور اگر بات چیت کی بھی ضرورت ہو تو منھ پھیر کر باتین کرین۔ مگر اب پردہ فاش ہو گیا اور سب کو معلوم ہوا کہ سنت رسول نہین ہے بلکہ سنت عمری ہے جس کی اس طرح تعمیل کی جا رہی ہے۔ کہ آیند و روند کا خیال ہے نہ ...... کا کیونکہ سنت رسول تو معلوم ہوئی ہے کہ پیشاب کی **طہارت پانی** سے کی جائے نہ بخاک و کلوخ جس کے بارے مین کوئی حدیث نہین۔

اب اس کلوخ لینے کی ترکیب بھی سن لیجیے کہ ہدایہ و شرح وقایہ یا دیگر

کتب معتبرہ فقہیہ اہل سنت مین اسکی ترکیب نہین لکھی ہے کہ پیشاب مین
کس طرح کلوخ لیا جاے مگر مولوی عبدالحی صاحب اس کلوخ پر ایسا فریفتہ
ہین کہ حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین وھذا الاستنجاء من الغائط و
ذکر الزاھدی کیفیتہ من البول ان یاخذہ بشمالہ ویمرہ علی
جدار او حجر او مدر و ذکر الشرنبلالی انہ یلزم الرجل الاستبراء
حتی یزول اثر البول ویطمئن قلبہ ای بنحو مشی او تنحنح
او غیر ذلک وفی المقدمۃ الغزنویہ یفعل المرأۃ کما یفعل الرجل
الا انہ لا استبراء علیہا بل کما فرغت من البول والغائط
تصبر ساعۃ لطیفۃ ثم تمسح قبلہا ودبرہا بالاحجار ثم تستنجی
بالاحجار صفحہ ۱۵۲ یعنی جو حکم استنجا کا شرح وقایہ مین مذکور ہے
وہ پاخانہ سے متعلق ہے پیشاب کے کلوخ کی کیفیت زاہدی نے یہ لکھی
ہے کہ بائین ہاتھ سے پکڑ کر دیوار پر پتھر یا ڈھیلے پر رگڑین گے اور
شرنبلالی نے لکھا ہے کہ مرد کو چاہیے بعد بول استبرا کرے جس سے اثر
بول جاتا رہے اور قلب اسکا مطمئن ہو جاے ٹہل کر یا تنحنح کر کے یا اور
کسی طرح اور مقدمہ غزنویہ مین ہے کہ عورتین بھی اسی طرح کلوخ لین
جیسا کہ مرد لیتے ہین استبرا کی ضرورت نہین پیشاب کر کے تھوڑی
دیر ٹھہر جائین اسکے بعد قبل و دبر کو پتھر کے ٹکڑون سے صاف کرین

سلہ اسکا ترجمہ یہ ہے کہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے لاوے اور دوسرا آگے سے اور تیسرا پیچھے سے گرمی
کے زمانہ مین اور آگے سے لاوے۔ پہلا اور تیسرا جاڑے کے دنون مین کیونکہ گرمیون مین خصیتین
لٹکے رہتے ہین پیچھے کی طرف تو آگے سے لانے مین خوف تلوث نجاست ہے پھر آگے سے لانا
اور بعدہ پیچھے سے لانا مبالغہ ہے طہارت مین اور جاڑے کے دنون مین چونکہ یہ استرخا نہین
ہوتا اسلیے یہ حکم ضرورت نہین اور عورتون کو ہمیشہ پیچھے ہی سے لانا چاہیے جاڑہ گرمی مین
کچھ فرق نہین شرح وقایہ صفحہ ۱۵۴

اسکے بعد کلوخ لین۔

چونکہ حضرت عمر کی سنت یہ بھی تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے جیسا کہ اسمی ازالۃ الخفا مین عن عمر[1] قال رآنی النبی ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما ص۲۴

اسوجہ سے تو مردون کو اسکی تعمیل ممکن ہے کہ دیوار کو شرف کلوخ سے مشرف کرین مگر عورتین اس سنت کی کیونکر تعمیل کرینگی۔ بجز اسکے کہ زنانہ پاخانون مین مخروطی شکل کی دیوار بنائی جائے جس سے اس سنت کی تعمیل ہو سکے اگر وہ حضرات جو کلوخ لیتے ہین خلیفہ دوم کی اس سنت پر عمل کرتے کر پاخانہ کی دیوار ہی کو یہ عزت دیتے رہتے تو شاید اسقدر انبار لگانے کی ضرورت نہوتی جس سے صاف ستھرے پاخانہ جنپر گچ کاری ہوئی رہتی ہے چونہ پھرا رہتا ہے ان کلوخون کے سبب ایسے گندہ ہوتے ہین کہ ہر قدم پر آدمی ٹھوکرین کھاتا ہے۔

ہان ہان خوب یاد آیا جس کتاب زاہدی سے مولوی عبدالحی صاحب نے کلوخ لینے کی ترکیب نقل کی ہے خود اسی مقدمہ حاشیہ شرح وقایہ مین غیر معتبر بھی بتاتے ہین مگر اس کلوخ کو وہ عزت ہو کہ غیر معتبر کتابون سے بھی انکو سند لانا ہوا مولوی صاحب ممدوح عمدۃ الرعایہ مین لکھتے ہین ومنہا تصانیف نجم الدین مختار بن محمود بن محمد الزاہدی معتزلی الاعتقاد حنفی الفروع المتوفی سنہ ۶۵۶ کالقنیۃ والحاوی والمجتبی شرح مختصر القدوری و زاد الائمہ وغیر ذلک فقد قال فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ

---

[1] تعجب ہے باوصفیکہ رسول اللہ نے بتصریح تمام خود حضرت عمر کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع کیا۔ مگر اسپر بھی شاہ صاحب اسکو مذہب عمری مین لکھتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے مذہب سے باز نہ آئے اپنے اوسی مذہب قدیم پر قائم رہے کہ پیشاب کھڑے کھڑے کرنا چاہیے ۱۲ منہ

نقل الزاهدی لا یعارض نقل لمعتبر النعمانیه فانه ذکر ابن وهبان انه لا یلتفت الی ما نقله صاحب القنیة مخالفا للقواعد مالم یعضد نقل من غیره ومثله فی النهر ایضا انتهی وفیه ایضا فی مواضع اخر الحاوی للزاهدی مشهود بنقل الروایات الضعیفة صلا

مسلمانو! اب یہان تم ان روایتون کو پھر سے پڑھو جو رسول اللہ سے اس بارے مین منقول ہوئین اور حضرت عائشہ نے تمام عورتون سے بیان کیا کہ ہم مارے شرم کے نہین کہہ سکتے تم اپنے شوہرون کو سمجھاؤ۔

ان سب پر بالاتر یہ ہے کہ پیشاب کے کلوخ مین تو اسقدر کد ہے کہ پانی رہتے ہوے کلوخ لیتے ہین بلکہ بغیر کلوخ کے طہارت ہی نہین ہوتی اور برخلاف اسکے پاخانہ مین کلوخ لینے کی کوئی پروا نہین حالانکہ پاخانہ کی طہارت کلوخ وغیرہ سے ایسی یقینی ہے کہ باتفاق فریقین سنت رسول سے ثابت ہے۔ یہانتک کہ بعض صحابہ نے تو مدت العمر مین ایکدفعہ بھی پانی کا استعمال آبدست مین نہ کیا ہمیشہ ڈھیلون اور پتھرون سے کام چلاتے رہے جیسا کہ حافظ ابن حجر لکھتے ہین۔

وقد روی ابن ابی شیبه باسانید صحیحة عن حذیفه بن الیمان انه سئل عن الاستنجاء بالماء فقال اذا لا یزال فی یدی نتن وعن نافع ان ابن عمر کان لا یستنجی بالماء وعن ابن الزبیر قال ما کنا نفعله ونقل ابن التین عن مالک انه انکر ان یکون النبی ؐ استنجی بالماء وعن ابن حبیب من المالکیه انه منع الاستنجاء بالماء لانه مطعوم۔ فتح الباری صفہ ۲۶

ابن ابی شیبہ نے صحیح سندون سے روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان سے کہ کسی نے سوال کیا پانی سے آبدست لینے کے بارے مین تو جواب دیا اگر

پانی سے آبدست لون تو کبھی ہاتھ سے بدبو نہ جائے - اور نافع روایت کرتے ہین کہ ابن عمر کبھی پانی سے آبدست نہ لیتے تھے اور ابن الزبیر کا بیان ہے کہ کبھی ہم لوگ پانی سے آبدست نہ لیتے اور ابن التین ناقل ہین امام مالک سے کہ وہ اسکا انکار کرتے ہین کہ کبھی حضرت نے آبدست پانی سے لیا ہو اور ابن حبیب سے روایت ہے جو مالکی ہے کہ پانی سے آبدست کرنا منع ہے کیونکہ پانی مطعوم ہے پینے کی چیز ہے بلکہ یہانتک ترقی کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے اور عام صحابہ کیطرف اسکی نسبت کردی تھی کہ کبھی نہ لیتے جیسا کہ حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے سئل الحسن البصری عن الاستنجاء بالماء فقال سنۃ فقیل لہ کیف و رسول اللہ والخیار من الصحابۃ فقد ترکوہ فقال انہم کانوا یبعرون بعرا و انتم تثلطون ثلطا صفحہ ۲۳

خوشا قسمت اہلسنت کہ ایسے ایسے صحابی نظیف الطبع ان کے دین و ایمان کے مقتدا ہین جنھون نے کبھی آبدست ہی نہین لیا - پھر کیون نہ ایسی نازکخیالیان سوجھین - کہ خدا تو وضو مین پیر پر مسح کرنے کا حکم دے اور یہ لوگ اسکا غسل کرین - اور مشابہ مین خدا و رسول بالخصوص پانی سے طہارت کا حکم دے اور یہ لوگ بہ تبعیت خلیفہ دوم صرف دیوار پر گھس دین یا کلوخ لینے کو کافی سمجھین بلکہ ضروری اور اسکو اس طرح برتین کہ نہ شرم باقی رہے نہ حیا - اور اسپر دعوی کرین اتباع سنت کا - اور پاخانہ مین اس طرح سنت کی مخالفت کی جائے - کہ کبھی بھولے سے بھی کلوخ نہ لین حالانکہ ابن عمر و ابن الزبیر اسطرح اسکے پابند ہون کہ مدت العمر آبدست نہ کرین - اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ اصل مین اہل سنت عمری ہین کہ انھین بدعتون کے پابند ہین جسکے موجد حضرت عمر تھے اور وہی افعال انکے سنت کہے جاتے ہین

چنانچہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ پاخانہ کا کلوخ چونکہ سنت رسول سے ثابت ہے لہذا یہان اختلاف ہوا۔ بخلاف حضرت عمر والے کلوخ کے پیشاب مین کہ کسی نے اسمین نہ اختلاف کیا یہانتک کہ اہل حدیث نے بھی اُسپر کوئی اعتراض نہ کیا حالانکہ بہت سے مسائل مین ائمہ اربعہ کی مخالفت کرتے ہین۔

تنبیہ

اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ زمین یا خاک بھی تو مطہر ہے۔ پھر پیشاب کو کیون نہ پاک کرے گی۔ تو اگرچہ اس شبہہ کی اب گنجائش نہین رہی کیونکہ جب بحکم ما اٰتیکم الرسول فخذوہ ہم اسکے محکوم ہین کہ جو حکم حضرت دین اسکی تعمیل کرین خواہ وہ حکم حضرت کے قول سے ثابت ہو خواہ تقریر سے۔ نہ اپنے دل سے تو ضرور یہی ہوا کہ جو قاعدہ پیشاب کی طہارت کا حضرت نے مقرر کیا ہے کہ پانی سے اسکی طہارت کرین۔ اسکی پیروی کرنا چاہیے نہ اپنی خواہش کی۔ تاہم واضح ہو کہ اصل مطہر پانی ہے جیساکہ امام شوکانی فرماتے ہین۔ والماء ھو الاصل فی التطہیر فلا یقوم غیرہ مقامہ الا باذن من الشارع نواب صدیق حسن خان اسکی شرح مین لکھتے ہین۔

لان کون الاصل فی التطہیر ھو الماء قد وصف بذلک فی الکتاب والسنۃ مطلقا غیر مقید بل قولہ الماء طہور یرشد الی ما ذکرنا ارشادا یشہد بہ قواعد علم المعانی وعلم الاصول فاذا ثبت عن الشارع ان تطہیر شی من المستنجسات یکون بغیر الماء کمسح النعل بالارض ونحو ذلک کان الماء غیر معین فی تطہیر تلک النجاس بخصوصہا ویتعین فیما عداہا وھذا ھو الحق صفحہ ۱۳

یعنی طہارت مین اصل شے پانی ہے دوسری چیز اسکے قائم مقام نہین ہوسکتی

مگر باذن شارع کیونکہ کتاب وسنت مین پانی کو بلا کسی قید کے مطہر کہا ہو بلکہ حضرت کا قول الماء طہور۔ صاف تر اسکو بتا رہا ہے پس جب شارع سے کسی چیز کا طاہر ہونا پانی کے سوا اور کسی چیز سے ثابت ہوگا تو البتہ اسکی طہارت اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا کہ جوتے کے تلے کے بارے مین ہو کہ زمین سے گھسنے سے پاک ہوجاتا ہے اسکے سوا اور جتنی نجاستین ایسی ہین کہ اسکا مطہر کوئی خاص نہین بیان کیا گیا ہے وہ سب پانی سے پاک ہوگا۔

پس جب یہ عام قاعدہ مقرر ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ پیشاب کے بارے مین کیا حکم ہے؟ کتاب وسنت کے احکام تو مذکور ہوے کہ اوسکی طہارت صرف پانی سے ہوتی ہے۔ مگر مخالفت اُن سب کے حضرت عمر نے دیوار پتھر کو بھی پیشاب کا پاک کرنے والا قرار دیا **تو اب مسلمانون کو** اختیار ہے **جس کی جا ہین پیروی کرین** لطف تو یہ ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ پیشاب کو نجاسات[لہ] غلیظہ شمار کرتے ہین جس کی طہارت بغیر پانی کے نہین ہو سکتی حتی کہ کپڑے مین اگر پیشاب لگا ہو اور وہ خشک ہوجاے تو بغیر دھوے طاہر نہین ہو سکتا (دیکھو ہدایہ) اور اہل حدیث کے یہان تو زمین پر بھی اگر پیشاب پڑجاے تو پانی اُس کا مطہر ہے **مگر حضرت عمر کا کلوخ ایسا مطہر ہے** کہ ان سب نصوص صریحہ کتاب وسنت کو بالاے طاق رکھکر پیشاب کو طاہر کردیتا ہے اور بغیر کسی خیال کے اُسی طہارت خاکی سے نماز پڑھی جاتی ہے اور اتنی توفیق نہین ہوتی کہ مطابق حکم خدا ورسول پانی سے تو اُسکو پاک کرلین حالانکہ احادیث سابقہ سے معلوم ہوچکا کہ اس کی وجہ سے بالخصوص عذاب قبر ہوتا ہے۔

[لہ] وقدر الدرہم وما دونہ من النجس المغلظ کالدم والبول والخمر الخ

یہ بھی سمجھ رکھیے کہ شارع کی تاکید طہارت بول مین کیون زیادہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ کفار و مشرکین عام طور پر اسکو نجس نہین جانتے بخلاف پاخانہ کے جس سے نفرت و استکراہ طبعی ہے اسیوجہ سے زیادہ اہتمام کیا گیا پیشاب کی طہارت مین جو رقیق مثل پانی کے ہوتا ہے۔ اور غیر پابندان مذہب اُسکو لائق اعتنا بھی نہین جانتے۔ اسیوجہ سے اسمین زیادہ اہتمام کیا گیا اور اسکا مطہر بجز پانی کے اور کوئی چیز نہین۔ بخلاف غائط کے کہ وہ غلیظ القوام ہے اُسکا مطہر شے غلیظ ہو سکتا ہے جیسا کہ ہدایہ مین بھی اسکی تصریح مذکور ہے چنانچہ موزہ وغیرہ کی طہارت مین ہے وفی رطب لا یجوز حتی یغسلہ لان المسح بالارض یکثرہ ولا یطہرہ کہ اگر جوتہ مین تر نجاست لگ جاے تو زمین پر گھسنے سے نہین پاک ہوگا کیونکہ زمین ایسی نجاست کو بڑھا دے گی نہ کہ اسکو طاہر کرے۔ پس حیف ہے کہ جوتہ کی تر نجاست تو زمین پر گھسنے سے نہ پاک ہو اور پیشاب کی نجاست مقام پیشاب کے رگڑنے سے زمین پر دیوار پر پاک ہو جاے پھر اسی ہدایہ مین ہے فان اصاب بول فیبس لم یجز حتی یغسلہ یعنی اگر جوتہ پر پیشاب پڑ جاے اور خشک بھی ہو جاے تو نہ طاہر ہو گا جب تک دھو یا نجاے۔

بہرحال چونکہ مقصود اصلی بیان اسیقدر ہے کہ کلوخ لینا فعل ناجائز ہے اور سنت رسول اللہ یہی ہے کہ اسکی طہارت پانی سے کی جاے لہذا علاوہ احادیث مذکورہ بالا دو چار حدیثین اور خاص صحیح بخاری کی لکھی جاتی ہین۔ باب الاستنجاء بالماء قال سمعت عن انس بن مالک یقول کان النبی ﷺ اذا خرج لحاجتہ اجیء انا وغلام معنا اداوة من ماء یعنی یستنجی بہ۔ باب من حمل الماء لطہورہ و قال ابو دردا الیس فیکم صاحب النعلین والطہور والوسادة

حدثنا سلیمان بن حرب قال سمعت انسا یقول کان النبی اذا
خرج لحاجته تبعته انا وغلام معنا اداوة من ماء ۔ باب
حمل العنزة مع الماء فی الاستنجاء حدثنا محمد بن بشار سمع انس
بن مالک یقول کان رسول اللہ یدخل الخلاء فاحمل انا و
غلام اداوة من ماء یستنجی بالماء تابعہ النضر و شاذان عن
شعبہ صفحہ ۱۲ فتح الباری ۔ یہ تین حدیثیں ہیں جن میں بصراحت تمام
مذکور ہے کہ حضرت جب حاجت میں پیشاب یا پاخانہ کے لیے تشریف
لے جاتے تو ہم (انس) اور ایک غلام پانی کا ظرف لیجاتے جس سے حضرت
استنجا کرتے اور ظاہر ہے کہ پاخانہ کے ساتھ آدمی پیشاب بھی ضرور
کرتا ہے اور لفظ حاجت عام ہے ۔ تو معلوم ہوا
حضرت کا یہی دستور تھا ۔ اب انکی مخالفت کرکے کلوخ لینا کس درجہ
مخالفت سنت کرنا ہے ۔ اسکے بعد بخاری صاحب نے ایک باب اس کا
قرار دیا ہے باب لا یمسک ذکرہ بیمینہ اذا بال اور اس میں یہ حدیث
لکھی ہے عن النبی قال اذا بال احدکم فلا یاخذن ذکرہ بیمینہ
ولا یستنجی بیمینہ ولا یتنفس فی الاناء ص ۱۳۵ کہ حضرت نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ سے نہ ذکر کو پکڑے
اور نہ داہنے ہاتھ سے آبدست لے اور نہ برتن میں پھونکے ۔ اس سے
بھی وہی حکم طہارت آب نکلا ۔ کیونکہ برتن میں پھونکنا اسیوقت ہوگا
جب برتن بھی ہو ۔ ورنہ اگر کلوخ سے کام لیا جائے تو کہاں یہ حکم جاری
ہو سکتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر اسکی شرح میں لکھتے ہیں
ویحتمل ان یکون الحکمة فی ذکرہ ھنا ان الغالب من اخلاق
المومنین التاسی بافعال النبی ص وقد کان اذا بال توضا
وثبت انہ شرب فضل وضوءہ فالمومن بصدد ان یفعل

ذلك فعلم ادب الشرب مطلقا لاستحضاره والتنفس فی الاناء مختص بحالة الشرب كما دل عليه سياق الرواية التي قبله

یعنی ممکن ہے کہ برتن مین پھونکنے کی ممانعت مین یہان یہ حکمت ہو کہ چونکہ **غالب اخلاق مومنین** سے یہی ہے کہ حضرت کے فعل کی ہر بات مین تاسی کرین اور حضرت کی عادت یہ تھی کہ جب پیشاب کرتے تو اسکے بعد وضو کرتے اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت نے بچا ہوا پانی وضو کا نوش بھی فرمایا[1]۔ پس چونکہ مومنین اس فعل مین بھی حضرت کی تاسی کرین گے لہذا آداب شرب کو بتا دیا کیونکہ ظرف آب کا پھونکنا اسیوقت مین ہوتا ہے جب آدمی پانی پیتا ہے۔

پس زہے قسمت خلیفہ دوم و تمامی اہل سنت کہ اخلاق مومنین سے محروم رہے جنہون نے سنت رسول کی تاسی نہکی اور بجائے طہارت آب کے خاک کی طہارت انکو پسند آئی۔ کلوخ لینے کو اپنا شعار بنایا۔ افسوس صد افسوس۔

بہرحال اس فقرہ نے کہ جب حضرت پیشاب کرتے تو اُس کے بعد وضو کرتے صاف بتا دیا کہ حضرت کی طہارت جب ہوتی تو پانی سے۔ تو اب سنت رسول کو ترک کر کے سنت عمری پر عمل کرنا کون مسلمان قبول کر سکتا ہے۔

بہرحال اِن حدیثون سے اہل سنت عموماً اور اہل حدیث خصوصاً سمجھ سکتے ہین کہ خدا و رسول نے اس سنت کے اجر مین کتنی کوشش کی اور کس طرح سے احکام صادر فرمائے ہین کہ کہین تو ان لوگون کی مدح وثنا کی جو اس پانی والی طہارت کے عادی تھے اور اپنے فعل وطرز عمل سے تو ہمیشہ حضرت نے یہی ثابت کیا کہ طہارت یون ہی

---

[1] اہل سنت اس مین بھی مخالفت کرتے ہین ۱۲

کرنی چاہیے۔ مگر حضرت عمر نے قدیمی سنت مشرکین کو جاری کر کے اُن سب احکام رسول اللہ ؐ کو منسوخ کر دیا جس سے عام طور پر بلا اختلاف جائزین مذہب مین اسنے رواج پایا اور رسول اللہ کی ساری محنت اس مادہ مین برباد گئی۔

لطف یہ ہے کہ خود حضرت عمر قیاس و رائے کو مخالف سنت[1] کہتے ہین اوران سب لوگون کو اعدائے دین سے بتاتے ہین مگر خود حضرت عمر کی رائے اور اون کا قیاس ایسا سدِ سکندر ہے کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہین جبھی تو اُن کے قیاس نے رواج عام پایا کہ جیسا پاخانہ مین کلوخ لینا جائز ہے پیشاب مین بھی کلوخ لینا چاہیے۔ اور تمامی اہل سنت نے اس رائے اور قیاس کو اُن کے قبول کر لیا اور سنت رسول کا کسی کو خیال نہ رہا اب آخر مین ہم ایک اور حدیث لکھتے ہین جس سے معلوم ہو کہ حضرت کو بول کی طہارت مین کس درجہ اہتمام تھا کتاب مجمع الزوائد مین ہے۔

باب الارتیاد للبول۔ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ ؐ یتبوء لبولہ کما یتبوء لمنزلہ رواہ الطبرانی فی الاوسط وھو من روایۃ یحیی بن عبید بن دجی عن ابیہ ولم ارمن من ذکرھما وبقیہ رجالہ موثقون ص۲

اس حدیث سے ہر شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ رسول اللہ ؐ پیشاب کے لیے کس قسم کا اہتمام کرتے تھے اور حضرت عمر نے اوس کو کس طرح مٹایا۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ سنت رسول کے خاص پیرو تھے وہ ان صحابہ کو

---

[1] ازالۃ الخفا مین خلیفہ دوم کا یہ خطبہ مذکور ہے قال قام عمر ابن الخطاب فی الناس فقال یایہاالناس الا ان اصحاب الرای اعدا السنۃ الخ ۱۲

جو سنت عمرؓ کے تبع تھے ان الفاظ سے یاد کیا کرتے جیسا کہ شرح منار میں ہے وردہ علیؓ وقال ما نصنع بقول اعرابی بوال علی عقیبہ یعنی جناب امیر نے ایک صحابی کے بارے میں فرمایا میں نہیں سنتا اس اعرابی کے قول کو جو اپنے عقب پر پیشاب کیا کرتا۔ مولوی عبدالحلیم صاحب قمر الاقمار میں اسکی شرح میں لکھتے ہیں۔ کان من عادۃ العرب الجلوس محتبیاً[ہ] والبول فی مکان جلسوا فیہ اذا احتاجوا الیہ و عدم المبالاۃ بان یصیب ببول اعقابہم وذلک من الجہل وقلۃ احتیاطہم منہ

اس عبارت سے بدیہتہً یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحابہ کی خلقی عادتوں نے ابھی تک اپنے استقلال کو نہ چھوڑا تھا کیونکہ جو وقت کی یہ حدیث ہے کم سے کم چوبیس پچیس برس رحلت رسول کو گذر چکے تھے مگر وہ عادت نہ چھوٹی جو زمانہ جاہلیت سے پڑی تھی کہ پیشاب کی نجاست کا خیال نہ کریں جہاں بیٹھتے ہوں وہیں پیشاب کردیں اور اپنی جہالت پر اڑے رہیں جس سے آخر جناب امیر نے ان صحابہ کی حدیث رد کردی۔

خدا کرے اب سے بھی اہل اسلام حضرت عمر کے اس فعل کو بدعت سمجھیں

[ہ] فیہ نہی عن الاحتباء فی ثوب واحد ھو ان یضم رجلیہ الی بطنہ بثوب یجمعہا بہ مع ظہرہ ویشدہ علیہا وقد یکون بالیدین وھذا لانہ ربما تحرک او تحرک الثوب فتبدو عورتہ ورایتہ محتبیا بیدہ الاحتباء ان یجلس بحیث یکون رکبتاہ منصوبتین وبطنا قدامہ موضوعین علی الارض ویدہ موضوعتین علی ساقیہ صفحہ ۲۳۲ مجمع البحار الانوار گجراتی

جیسا کہ مسئلہ تراویح و مسئلہ طلاق ثلاث مین انکی بدعت کا اقرار کیا۔ تاکہ عامی مسلمانون کو طہارت کی پابندی ہو جس سے نماز و روزہ و دیگر ارکان مین تو درست ہون جیسا کہ امام نووی کا قول سابقاً مرقوم ہوا اور شرح ہدایہ مین بصراحت لکھا ہے کہ اس زمانہ مین پانی والی طہارت زیادہ مناسب ہے۔ اگر عقائد مذہبی مین نہین اتفاق ہوتا تو اعمال ظاہری مین تو کل مسلمان متفق ہون تاکہ غیرون کو معلوم ہو کہ کل مسلمان ایک خدا و رسول کے احکام کے تابع ہین۔ کیونکہ اب عام طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت عمر موجد بدعت تھے۔ پھر آپ اہل حدیث یا اہل سنت ہو کر کیون اُن کی بدعتون کی پیروی کرتے ہین۔

دیکھیے مولوی وکیل احمد صاحب لکھتے ہین بعض حضرات نے (مولوی صدیق حسن بھوپالی) تو غضب ہی کیا حضرت عمر کو صاف و صریح خاطی قرار دیا ہے انتقاد الترجیح مسائل محققہ مین لکھتے ہین۔ واما قوله (عمر) نعم البدعة فليس فى البدعة ما يمدح بل كل بدعة ضلالة۔ پھر نہایت بیباکی سے حضرت عمر کو مخترع بدعت و ضلالت ٹھہرایا عبارت اُسکی بقدر ضرورت یہان لکھی جاتی ہے۔

ليس المراد بسنة الخلفاء الا طريقتهم الموافقة بطريقة من جهاد الاعداء وتقويه شعائر الدين ونحوها و معلوم من قواعد الشريعة ان ليس بخليفة راشد ان يشرع طريقة غير ما كان عليه النبى ثم ان عمر نفسه الخليفة الراشد سمى ما راه من تجميع صلوته بدعة ولم يقل انها سنة۔

اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ اس شخص نے (صدیق حسن خان)

له وکیل سنت فی زمانہ ص ۲۲

جماعت تراویح کو مخالف سرورِ عالم سمجھ کے اسپر طلاق سنت کا ناجائز خیال ہے۔ اصباح الحق الصریح صفحہ ۱۴۴

پس باوصف ان اقرارون کے اب کیا ضرورت ہے کہ اُسی بدعت کی پیروی کی جاے جس سے نہ طہارت حاصل ہو نہ نماز درست ہو۔ اور اسکے علاوہ بدعتی کہلائین حالانکہ دعوی کیا جاتا ہے اتباع سنت کا

وھذا اخر الکلام فی ھذا المقام ولیس المقصود الا اشاعۃ
السنۃ فی اھل الاسلام فانھا قد ضاعت واندرست
فی تلک الایام واخر دعوینا ان الحمد للہ
رب العلمین والصلوۃ علی سید المرسلین
والہ الطیبین والسلام علی من اتبع
الھدی حررہ العبد الافقر خادم
الشرع الاطھر السید

علی اظہر

غفرہ اللہ

الاکبر

جمادی الاولی

سنہ ۱۳۲۱

ہجری

حصول الانتقام من الاستنجاء بالماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ مولوی مبارک علی صاحب
اہل حدیث کی تصنیفات سے ہے جو مطبع انصاری
دہلی مین سنہ ۱۳۱۲ھ مین چھپا تھا بخیال اتمام حجت مین
اسکا خلاصہ لیکر شایع کرتا ہون کہ کم سے کم اہل حدیث تو اسپر عمل کرینگے
اس رسالہ مین صرف وہ عبارتین نکال دی گئی ہین جو زائد از ضرورت
تھین اسکے سوا نہ ایک حرف بڑھایا گیا ہی نہ گھٹایا
اصل رسالہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر سید محمد مبارک **علی** جملہ برادران اہل اسلام و متبع سنت خیر الانام کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ درینولا ایک فتوی دربارہ سنت ڈھیلا لینے بعد پیشاب کے مزین بمواہیر مولوی محمد عثمان و میان جی حسین شاہ ولایتی و قاری رحیم بخش و بشارت خان وغیرہ جاری ہوا ہی خلاصہ مضمون فتوی کا یہ ہی کہ بعد پیشاب کے ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت ہی اور جو لوگ کہ باتباع رسول الثقلین بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے ہین وہ گمراہ ہین اور مثل روافض وغیرہ کے اہل سنت والجماعت سے خارج ہین اور انکے پیچھے ہرگز نماز نہین ہوتی نعوذ باللہ من ذلک الفہم۔ اس فتوی ناصواب کو دیکھکر جملہ مفتیان پر کہ علم و عقل دونون سے بے بہرہ ہین سخت افسوس ہوا اور بیساختہ یہ مصرع زبان پر آیا۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

افسوس صد افسوس بدعت کا ایسا زور ہوا ہی کہ سنت کے نام سے لوگ بھاگتے ہین اور بدعت کا نام سنت ٹھہرایا

قال ابو عیسی هذا حدیث حسن صحیح وعلیه العمل عند اهل العلم یعنی کہا ابو عیسی ترمذی نے
یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اوپر اسکے عمل ہے نزدیک اہل علم کے یختارون الاستنجاء بالماء یعنی اختیار
کرتے ہیں استنجے کو ساتھ پانی کے وان کان الاستنجاء بالحجارۃ یجزی عندہم یعنی اگرچہ استنجا
کرنا ساتھ پتھر کے جائز نزدیک ان کے فانہم استحبوا الاستنجاء بالماء پس بتحقیق وہ مستحب رکھتے
ہیں استنجا ساتھ پانی کے وبہ یقول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحق
اور ساتھ اسکے قائل ہے سفیان ثوری اور ابن المبارک اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحق پس
ان مفتی صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ کیسے کیسے اکابر اور بزرگان دین کو یہ لوگ گمراہ بتلاتے ہیں
کیونکہ یہ جملہ بزرگان دین پانی سے استنجا کرتے تھے اور فتوی دیتے جیسا کہ عبارت مذکورۂ بالا
ترمذی کی بخوبی ظاہر ہے اور مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے عن عائشۃ قالت
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواک
واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانۃ وانتقاص الماء
قال زکریا قال مصعب ونسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضۃ زاد قتیبۃ قال وکیع انتقاص الماء
یعنی الاستنجاء یعنی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا دس باتیں پیدایشی سنت ہیں ایک تو مونچھیں کترنا۔ دوسرے داڑھی چھوڑ دینا۔ اور
تیسرے مسواک کرنا چوتھے ناک میں پانی ڈالنا۔ پانچویں ناخون کاٹنا۔ چھٹے پوروں کا دھونا (یا بالو
کے اندر اور ناک اور کان کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا۔ آٹھویں زیرناف کے بال لینا۔
نویں پانی سے استنجا کرنا مصعب نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو۔ وکیع نے کہا
انتقاص الماء سے جو حدیث میں وارد ہے استنجا مراد ہے۔ اب ہم امام اعظم صاحب و دیگر علماء حنفیہ کے
اقوال سے استنجا کرنا ساتھ پانی کے اور افضل ہونا اسکا ثابت کرتے ہیں بہ تنبیہ غفلت کانون سے
نکال کر سنیے۔ مولانا سراج احمد صاحب سرہندی اسی حدیث ترمذی مذکورۂ بالا کی شرح میں ارشاد فرماتے
ہیں ونزد امام ابی حنیفہ استنجا بآب افضل است در بحر الرائق نوشتہ است وغسله بالماء وافضل ای غسل
المحل بالماء افضل لانہ قامع للنجاسة والحجر مجفف لها فکان الماء اولی کذا ذکرہ الشارح
یعنی اور نزدیک امام ہمارے ابی حنیفہ کے استنجا کرنا ساتھ پانی کے افضل ہے۔ بحر الرائق میں لکھا ہے وغسله

اگر یہ بزرگون کا قول ہو تو جواب جاہلان باشد خموشی مگر مقتضاے حدیث شریف اذا ظہرت البدع وسکت العالم فعلیہ اللعنۃ یعنی جس وقت کہ ظاہر ہووے بدعت اور چپکا رہے عالم تو اسپر اسکے لعنت ہو۔ رجوع کرتا ہون طرف رد یعنی جواب فتوی ناصواب کے تا کہ احقاق حق وابطال باطل ہو بمضمون آیہ کریمہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

قال پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت ہے بدعت نہین جو اسکو بدعت کہے وہ گمراہ ہو اور گمراہ کرنے والا ہے۔

اقول اے حضرات مفتیان جاہلان تم آپ ہی گمراہ ہو اور گمراہ کرنیوالے جو سنت کو بدعت بتلاتے ہوے نہین شرماتے یعنی پانی سے استنجا کرنا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہمیشہ آپ زندگی مبارک مین بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے رہے اور اپنے اصحاب باصفا کو بھی یہی طریقہ بتلاتے رہے کہ بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے رہو اور اب تک جو لوگ اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بتوفیق اللہ ثابت قدم ہین پانی سے ہی استنجا بعد پیشاب کے کرتے ہین پس آپ نے اس عقیدہ فاسدہ تقلیدیہ سے توبۃ النصوح کرکے تجدید ایمان فرمائیے کیونکہ ان مسلمانون کو جو سنت رسول پر چلنے والے ہین گمراہ بتلاتے ہو اور مضمون حدیث تم کو ضرور معلوم ہو گا کہ جو مسلمانون گمراہ کہے وہ خود گمراہ ہو جاتا ہے کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اے مفتیان بے تمیز تمکو خدا کی قسم کیا یہ حدیث مروی حضرت عائشہ صدیقہ کی ترمذی شریف کے باب الاستنجاء بالماء نہ دیکھی ہو گی اور عربی دیکھنے کی لیاقت نہ تھی تو اردو ترجمہ ہی دیکھ لیا ہوتا **عن** عائشۃ قالت مرن ازواجکن ان یستطیبوا بالماء فانی استحییھم فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعلہ یعنی فرمایا حضرت عائشہ نے عورتون کو کہ حکم کرو تم خاوندون اپنونکو یہ کہ پاکی کرین ساتھ استنجے کے پانی سے پس بدرستیکہ حیا کرتی ہون مین ساتھ کہنے کے آدمیون سے پس تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ استنجا کرتے تھے ساتھ پانی کے **وفی الباب عن** جریر بن عبداللہ البجلی وانس وابی ھریرۃ یعنی اور بیچ اس باب کے یعنی استنجا کرنیکے ساتھ پانی کے حدیث روایت کیگئی ہے جریر بن عبداللہ بجلی سے اور حضرت انس اور حضرت ابی ہریرہ سے۔

اقول اے صاحب اس حدیث سے آپکا مدعا یعنی ڈھیلے سے استنجا کرنا بعد پیشاب کے ہرگز ثابت نہیں ہوتا
علاوہ برین حدیث شریف سے آپ کو کیا علاقہ کیونکہ قول وفعل رسول پر عمل کرنا تو ہم
محمدیونکا حصہ ہے۔ تم تو کنز قدوری درمختار وغیرہ کے گھونٹنے والے ہو ذرا غور کرکے ملاحظہ
فرمائیے اس حدیث کا خلاف انمین بخوبی موجود ہے۔ دیکھو پیشاب جانوران ماکول اللحم کو کسی کتاب
مین نجاست خفیفہ اور کسی مین پاک لکھدیا ہے حالانکہ حدیث محررہ فتوی جو ثبوت مین لاتے
ہو مطلق ہے عام پیشابون سے استنزاہ حاصل کرنے کو شامل ہے چنانچہ درمختار وغیرہ مین
لکھا ہوا ہے کہ اگرچہ چہارم حصہ یا ربع پوشیدنی کا پیشاب جانوران ماکول مین تر ہو جاے تو
نماز ہو جاتی ہے وعفی دون ربع بدن وثوب ولو کثیرا وهو المختار یعنی معاف ہے تمام بدن اور
چوتھائی سے کم اگرچہ کپڑا بڑا ہو اور یہی مختار ہے۔ اور آگے جاکر تو مفصل فرماتے ہین من نجاسة
مخففة کبول ماکول ومنه الفرس وطهره محمد یعنی معافی ہے نجاست خفیفہ سے جیسے پیشاب
جانوران ماکول اور اسی قسم سے ہے گھوڑیکا پیشاب اور جتنے جانور حلال ہین سبکے پیشاب کو امام محمد
نے طاہر کہا ہے پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ پیشاب سے نہ بچنے پر اگر عذاب قبر ہوگا تو یہ حصہ
بنام نہاد حنفیون کے ہے کہ جو پیشاب کو نجاست خفیفہ اور پاک بتلاتے ہین نہ یہ کہ محمدیان عاملان
بالحدیث کا اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ پوری پاکی جب حاصل ہوتی ہے کہ ڈھیلا لے ورنہ قطرہ کا
خطرہ رہتا ہے یہ آپ کا محض وسواس ہے کہ ہم قول وفعل رسول اللہ مین عیب ظاہر کرتے ہو۔ اجی
صاحب اس آپکے قطرہ کے خطرہ کا علاج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے کہ بعد
وضو کے پانی اپنی شرمگاہ پر چھڑک لیا کرے چنانچہ امام احمد نے بیچ مسند کے اور حاکم نے بیچ مستدرک
کے اور دارقطنی اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اتانی جبرئیل فی اول ما اوحی الی فعلمنی الوضوء والصلوة فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفة
من الماء فنضح بها فرجه یعنی جبرئیل نے اسوقت کہ ابتدائی زمانہ نزول وحی کا تھا نزدیک میرے آئے
پس مجھکو وضو اور نماز تعلیم کی پس جب کہ وضو سے فارغ ہوے تو ایک چلو پانی لیا پس چھڑکا اس
پانی کو اپنی شرمگاہ پر۔ اور شیخ عبدالحق صاحب اشعة اللمعات مین فرماتے ہین وصحیح آنست کہ مراد
پاشیدن آبست بعد وضو برائے دفع تطرق وسواس کہ اگر تری در ازار یافته شود در وسواس نیفتد

اسکا ساتھ پانی کے بہتر ہو یعنی اور دھونا محل نجاست کا ساتھ پانی کے بہتر ہے اسواسطے کہ پانی دور کرنیوالا نجاست کا ہے اور پتھر خشک کرنیوالا اسکا پس پانی بہتر ہے ایسا ہی ذکر کیا شارح دہلوی نے اور شیخ الاسلام کہ بڑے اکابر علماء حنفیہ سے ہیں شرح بخاری شریف کہ ملقب بشیخ الاسلام مشہور و معروف ہے فرماتے ہیں و تصحیح کردہ اند آنرا ائمہ حدیث پس ظاہر شد کہ حکایت استنجا از قول صحابیست و ثابت است از آنحضرت در آنچہ روایت و درین روایت رد است بر کسیکہ مکروہ داشتہ استنجا کردن از آب کہ نفی شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری یعنی تصحیح کرتے ہیں ائمہ حدیث پس ظاہر ہوا یہ حکایت استنجا قول صحابی سے ہے اور ثابت ہے آنحضرت سے بیچ اسی روایت کے اور بیچ اسکے رد ہے اوپر اس شخص کے کہ مکروہ کہتا ہے استنجا کرنا پانی سے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کہ جو ہندوستان میں محدث حنفیون کے سرگروہ ہیں اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں چون بول میکرد آنحضرت استنجا می کرد بآب و وضو می ساخت یعنی جسوقت کہ پیشاب کرتے استنجا کرتے پانی سے اور وضو کرتے اور فقیہ ابن اللیث سمرقندی جو بڑے اکابر علماے حنفیہ سے ہیں تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں وعن طاؤس عن ابن عباس رض فی قولہ تعالی واذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما قال ابتلاہ بطہارۃ خمس فی الراس وخمس فی الجسد فاما اللذی فی الراس فقص الشارب والمضمضۃ والاستنشاق والسواک وفرق الراس وفی الجسد تقلیم الاظفار والختان ونتف الابط وحلق العانۃ والاستنجاء بالماء پس عبارت مذکورہ شرح بخاری شیخ الاسلام و شرح ترمذی مولانا سراج احمد صاحب سرہندی و اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق صاحب و تنبیہ الغافلین فقیہ ابو اللیث سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان بزرگان اکابر علماء حنفیہ مع امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی پانی سے استنجا کرنا افضل بلکہ مستحب ہے پھر بھی تم کو یہ فتوے دیتے ہوئے شرم نہ آئی کہ پانی سے استنجا کرنا گمراہی ہے تبلا دیا۔ اور بزرگان حنفیہ کو مع امام صاحب گمراہون میں داخل کیا۔ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔

قال حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنزھوا عن البول الخ یعنی بچو پیشاب سے یہ تحقیق عام عذاب قبر کا پیشاب کے نہ بچنے سے ہے استنزھوا کے معنی پوری پاکی حاصل کرو اور پوری پاکی جب حاصل ہو کہ ڈھیلا لو ورنہ قطرہ کا خطرہ رہتا ہے فقط پانی کے دھونے سے استنزہ حاصل نہیں ہوتا۔

اقول بس سنئے میری جان من اسے عقل ترین اس حدیث اور اوپر کی حدیث کا ایک ہی مضمون ہو یعنی تاکید کو پیشاب سے بچنے کی اور پاکیزگی حاصل کرنے کی ڈھیلے اور پتھر کا آمین کہین نام ہو نہ نشان کیا قاعدہ آپکو معلوم ہو کہ جیسے بعض آیت بعض آیت کی تفسیر ہوتی ہو اسیطرح بعض حدیث بعض حدیث کی تفسیر ہوتی ہو ان دونون حدیثون کی مفسر ایک تو وہ حدیث ہو ترمذی کی جو بروایت حضرت عائشہ اوپر ذکر ہو چکی اور ایک حدیث ہو جو خود آپنے ثبوت مین تحریر فرماتے ہو۔ کہ ایک حدیث لا یستنزہ آیا ہو یعنی نہین کھینچتا تھا سر اپنے کو کہ قطرہ نکلجاے اور باقی ترجمہ کیونکر جبوقت پیشاب کو چھن کی طرح سونتنے تو بالکل قطرہ نہین رہتا یہ بھی سنت ہو آپ یا جنہون نے پہلے لفظ لا یستنزہ و لا یستتر کا مطلب تو سمجھ لیا ہوتا کہ موافق ہو یا مخالف بقول شخصے **مصرع** چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی مگر یہ بات جب حاصل ہوتی ہو کہ جب عقل ہو اول عقل نہین دوم دروغ گو را حافظہ نباشد۔ تیسری دلیل لیجیے **عن ابی ایوب وجابر وانس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین** یعنی روایت ہو ابو ایوب و جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے یہ تینون اصحاب جلیل القدر روایت کرتے ہین کہ جبوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ بیچ اس مسجد قبا کے چند مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین یعنی مبالغہ کرتے ہین بیچ طہارت کے اور اللہ تعالی دوست رکھتا ہو مبالغہ کرنیوالون کو بیچ طہارت کے اور مراد ساتھ اس گروہ کے انصار ہین **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر الانصار ان اللہ تعالی قد اثنی علیکم فی طھورکم فما طھورکم قالوا نتوضا للصلوۃ ونغتسل من الجنابۃ و نستنجی بالماء قال فھو ذاک فعلیکموہ رواہ ابن ماجہ** یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے گروہ انصار بدرستیکہ اللہ تعالی تحقیق تعریف کرتا ہو اوپر تمہارے بیچ طہارت کے پس کیا ہو طہارت تمہاری اور کیونکر کرتے ہو اسکو اور کیا مبالغہ کرتے ہو بیچ اسکے کہا گروہ انصار نے وضو کرتے ہین ہم واسطے نماز کے اور غسل کرتے ہین ہم جنابت سے اور استنجا کرتے ہین پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس تعریف کرنا اللہ تعالی کا اوپر تمہارے بسبب اسکے ہو یعنی غسل بھی پانی سے وضو بھی پانی سے اور استنجا بھی پانی سے کرتے ہو پس لازم پکڑو تم اسکو یعنی بطور لازمی ہمیشہ

وحوالہ کنند انزا بآب کہ پاشیدہ بود درین سہ طریق وسواس ست تعلیم ہست امت بآن والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ومطہر است از وسواس یعنی اور صحیح ہی کہ مراد چھڑکنا پانی کا ہی بعد وضو کے واسطے دفع ہونے شبہ قطرے اور وسوسہ کے اگر تری ازار مین پائی جاوے تو وسوسہ مین نہ پڑے اور حوالہ کرے اسکو ساتھ اس پانی کے کہ چھڑکا تھا۔ یہ امر بند کرنیوالا ہی راہ وسوسہ کا اور تعلیم امت ہی ساتھ اسکے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور پاک تھے وسوسہ سے کیا پس نہ پسندیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجبرئیل مین کہ جو تعلیم امت کے واسطے آپنے پسند فرمایا ہی آپکی پسند نہین ہی اور آپکے قطرے کے خطرے کو کافی نہین ہی۔ ہان مگر جبکہ مخالفت سنت سے منظور ہو تو پھر کیون تمکو پسند ہوگا۔ خیر صاحبان ہم کو تو پسند ہی کیونکہ ہم لوگ پابند قول وفعل پیغمبر صاحب کے ہین ہمکو تو دل وجان سے پسند ہی اگر تم کو پسند نہین تو ڈھیلے اور پتھر ونجس سر پھوڑتے پھرو قبر مین جاکر معلوم ہوگا۔ ذرا در مختار کو انصاف سے دیکھو قطرہ تو درکنار ذرا یون فرماتے ہین کہ اگر درم کے برابر آدمی کا پاخانہ کپڑے پر لگا ہو تو معاف ہی اور نماز ہو جاتی ہے وہو مثقال وزنہ عشرون قیراطا فی نجس کثیف لہ جرم وعرض مقعر الکف وہو داخل مفاصل الاصابع فی رقیق من مغلظۃ کعذرۃ آدمی یعنی درم بوزن ایک مثقال کہ یعنی بیس قیراط کے گاڑھی نجاست سے جیسے آدمی کا گوہ۔ فتاویٰ الاوطار مین تحت عبارت مذکور لکھا ہے نجاست غلیظہ ایکدرم معاف ہی بعضون نے درم کے وزن کا اعتبار کیا ہی اور اگر تپلی ہو تو مسافت کا اعتبار ہے مہندوانی نے دونون قولون مین توفیق دی ہے اسطرح کہ اگر نجاست گاڑھی ہو تو درم کے وزن کا اعتبار ہی اور اگر تپلی ہو تو مسافت کا اعتبار ہی۔

قال اور دوسری حدیث بخاری اور مسلم کی عبداللہ بن عباس سے روایت کیگئی ہی کہ دو شخصون کو عذاب قبر کا ہو رہا تھا آپنے فرمایا کان احدھما لا یستنزہ من البول یعنی تھا ایک ان دونون مین پیشاب سے نہین بچتا تھا اور ایک روایت مین لا یستتر آیا ہی کہ نہین کھینچتا تھا ستر کو کہ قطرہ نکلجاوے اور بقی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عذاب قبر پیشاب کے نہ بچنے سے تھا پس جس بات پر کہ عذاب ہو اس سے جسطرح ممکن ہو بچنا واجب ہی اگر یہ کہ فقط پانی کے دھونے سے قطرہ موقوف نہین ہوتا پس لینا ڈھیلے کا ضروری ہوا جیسے ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب سے بچاؤ ثابت کرو۔

میرے طریقہ کو پکڑو اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو پکڑو اور حضرت عمر خلفاے راشدین سے ہین حضرت عمر کا طریقہ پکڑنا ایسا ہوا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ پکڑنا اس سبب سے حنفیون نے ڈھیلا لینا اور اسکے بعد پانی سے دھونا عین سنت اسلام ہے۔

اقول بیشک یہ حدیث صحیح ہے مگر اسکے سمجھنے سے آپ صاحبون کے افہام قاصر ہین اور قیاس مع الفارق مفتی صاحب محررین فتوی تو علوم دین سے محض معرا ہین لیکن جن ہمچو خیرا نے اس فتوی پر العبد کیے ہین وہ بالکل جاہل بلکہ اجہل ہین ای ناواقفان علم حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے یہان وہی پابندی سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہے کہ جس طرح خلفاء راشدین اسکے پابند رہے ہین اسیطرح تم بھی پابند سنت رہو نہ یہ کہ ان کا قول وفعل پیغمبر کی سنت ہو جاے باوجود موجود ہونے قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کیا آپکو نہین معلوم کہ جب کوئی فعل کسی صحابہ یا خلفاء راشدین سے خلاف سنت صحابہ دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے تھے چنانچہ مسلم شریف مین کئی حدیثین اس مدعا پر موجود ہین ایک دو بیان کیجاتی ہین عن عبد الرحمن بن یزید یقول صلی بنا عثمان رضی اللہ عنہ بمنی اربعۃ رکعات فقیل ذلک لعبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرجع ثم قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنی رکعتین وصلیت مع ابی بکر الصدیق بمنی رکعتین وصلیت مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) بمنی رکعتین فلیت حظی من اربع رکعات رکعتان متقبلتان یعنی عبد الرحمن نے کہا نماز پڑھی ہمارے ساتھ حضرت عثمان نے منا مین چار رکعت اور کسی نے اسکا ذکر عبد اللہ بن مسعود سے کیا تو انھون نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منا مین دو رکعت پڑھی اور ابو بکر صدیق کیساتھ دو رکعت اور عمر ابن خطاب کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو مین امید کرتا ہون کہ چار سے دو ہی رکعت پڑھی ہوتین تو بہتر تھا شارح نووی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح مین بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کو یہ مخالفت حضرت عثمان کی

پانی سے استنجا کرتے رہو۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے علاوہ ازین احادیث مذکورہ بالا کے ہر مذہب کے عقلاء و جہلاء بالاتفاق اس امر پر متفق ہین کہ جو پاکیزگی اور صفائی پانی سے حاصل ہوتی ہو وہ صفائی کسی چیز سے حاصل نہین ہوتی۔

قال چنانچہ قرون ثلاثہ مین تعامل حضرت عمر کا ہوا مصنف ابن ابی شیبہ مین منقول ہے عن یسار کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحایط او بحجر ولم یمسہ ماء یعنی تھے حضرت عمر جب پیشاب کرتے لگاتے ستر اپنے کو ساتھ دیوار کے یا پتھر کے اور نہ لگاتے اسکو پانی۔

اقول اے مفتیان صاحبان مین قسمیہ کہتا ہون کہ تم مین سے کسی نے ابھی تک اپنی آنکھ سے مصنف ابن ابی شیبہ کو نہ دیکھا ہوگا اگر اس اثر کی حقیقت آپکو معلوم ہوتی تو ہرگز اس سے استدلال نکرتے سچ ہے حبک شی یعمی ویصم یعنی محبت کسی شے کی اندھا اور بہرا کر دیتی ہے تو محبت تقلید نے تمکو اندھا اور بہرا کر دیا۔

افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس اے مفتیان صاحبان بالفرض والتقدیر اس اثر حضرت عمر مدلولہ تمھاری کو صحیح بھی مان لیا جاے تو آپکی تقلید اسوقت پوری ہو کہ جب آپ بھی بعد پیشاب کے ستر کو دیوار یا زمین سے لگا یا کرین۔ یہ ڈھیلا جو آپ لیتے ہین بموجب اس اثر حضرت عمر کے خلاف حضرت عمر کے کرتے ہین اور بعد ڈھیلے کے پانی سے جو دھوتے ہو یہ دوسرا خلاف حضرت عمر کا ہو کیونکہ ولم یمسہ الماء جو اخیر فقرہ اثر مذکور کا ہو صاف کہہ رہا ہے کہ حضرت زمین اور دیوار کے لگانے پر کفایت کرتے اور نہ چھوتے تھے پانی کو اور آپ اپنے دعوی مین تحریر کر چکے ہین کہ پوری پاکی جب ہوتی ہو کہ پہلے ڈھیلا لے اور پھر پانی سے دھووے تو آپ کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بھی آدھی طہارت کرتے تھے اور ہمیشہ آپکے نزدیک بموجب اثر مدلولہ آپکے سب تو نہین مگر آدھے نجس حضرت عمر بھی رہے نعوذ باللہ من ذلک۔ ذرا سوچ سمجھ کے باتین کیا کرو بغیر سوچے سمجھے بات کرنا شیوہ نفاق ہو۔

قال اور حضرت نے فرمایا ہو علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی یعنی

مخالف تھے کسی نے عبداللہ بن عمر سے اسی تمتع کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے جائز فرمایا پھر سائل نے کہا کہ تمھارے باپ (حضرت عمرؓ) تو منع کرتے تھے اسکے جواب مین عبداللہ بن عمر نے کہا کہ بھلا اگر ایک کام کو پیغمبر خدا نے کیا ہو اور میرے باپ نے منع کیا ہو تو کہو رسول اللہ صلعم کا اتباع کیا جائیگا یا میرے باپ کا اور صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت عمر پانی نہ ملنے کی حالت مین بھی جنبی کو تیمم کرنے سے منع کرتے تھے جسمین صحابہ انکے مخالف رہے بلکہ ان کی اس بات کو ائمہ مذہب سے بھی کسی نے قبول نہین کیا۔

تمام ہوا رسالہ حصول النقا باختصار

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ یہ رسالہ **الجمرۃ** مولفہ جناب فخر الحکما دام ظلہ جو مدت سے نایاب تھا نئی مرتبہ طبع ہوا اور اسکے ساتھ بطور ضمیمہ خلاصہ رسالہ حصول النقا۔ بھی طبع کیا گیا جو مولوی مبارک علی صاحب اہلحدیث کا رسالہ ہے اور پہلے مطبع انصاری مین چھپ چکا تھا مگر چونکہ اس رسالہ مین بھی **کلوخ** لینا بدعت عمری قرار دیا گیا ہے اسلیے بغرض فائدہ عوام و خواص بطور ضمیمہ طبع کیا گیا۔ جس سے امید ہے کہ ناظرین بہت مسرور ہون گے اور اس بدعت کو ترک کرین گے۔

اصل رسالہ مین ایک حرف کا تصرف نہین کیا گیا البتہ بغرض اختصار غیر ضروری باتین حذف کردی گئین جن مین زیادہ تر وہ لن ترانیان تھین جو فرقہ احناف و اہلحدیث مین ہوا کرتی ہین بعض مطالب ایسے بھی ہین جو فرقہ شیعہ کے مخالف ہین مگر ان سے اسوجہ سے نہ تعرض کیا گیا کہ مولف اسکا **فرقہ اہلحدیث کا ایک عالم** ہے اور اس فرقہ کے عقائد و حالات معلوم ہین۔

اس رسالہ کے طبع کی ایک خاص ضرورت یہ بھی تھی کہ **رسالۃ الجمرہ** نے چونکہ عام طور سے فرقہ اہلحدیث کی بنیاد کو ڈھیلی کر دی جس سے عوام اور خواص کو بھی معلوم ہوگیا کہ ان لوگون کا دعوی اتباع حدیث محض زبانی ہے ورنہ اصلی مذہب انکا وہی ہے

بری معلوم ہوئی اور حضرت عثمان کے فعل پر ایسا حسرت و افسوس کر کے انا للہ و انا الیہ
راجعون پڑھا کہ جیسی کسی عزیز کے مرنے پر پڑھتے ہین ۔ اگر سنت خلفاے راشدین کے
یہ مراد ہوتی کہ خلفا کا قول و فعل خواہ موافق رسول الثقلین ہو یا مخالف و سنت ہی
ہے تو ابن مسعود جنپر تمام جہان کے حنفی اپنے مذہب کی بنیاد تبلاتے ہین کبھی افسوس
اور غم نہ کھاتے اور کبھی فعل خلفا پر ناراض نہ ہوتے ۔ دوسری حدیث مسلم مین
اسطرح پر آئی ہے عن وبرة قال کنت جالسا عند ابن عمر رضی اللہ عنہما فجاء
رجل فقال ایصلح لی ان اطوف بالبیت قبل ان اتی الموقف فقال نعم فقال
فان ابن عباس رض یقول لا تطف حتی تاتی الموقف فقال ابن عمر رض فقد حج
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطاف بالبیت قبل ان یاتی الموقف فبقول رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان ناخذ او بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما
ان کنت صادقا یعنی وبرہ نے کہا کہ مین ابن عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا
اور کہا کہ کیا مجھے طواف کرنا قبل عرفات کے درست ہو ابن عمر نے کہا کہ ہان کسنے
کہا کہ ابن عباس تو یون کہتے ہین کہ جبتک عرفات مین نہ جاے تب تک طواف نکرے
ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف
کیا عرفات مین جانے سے پہلے تو رسول اللہ کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس کا اگر
تو سچا ہے ۔ یہ جو فرمایا ابن عمر نے اگر تو سچا ایماندار ہے یعنی اگر تو ایمانداری
مین سچا ہے اور نبی پر یقین سچے طور سے رکھتا ہے تو رسول کا قول شریف ہوتے
ہوے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نکر ابن عباس ہون یا ان کے والد
عباس کیون نہون اس سے معلوم ہوا کہ رسول معصوم کا قول فعل ہوتے ہوے کسی کے
قول پر چلنا خواہ صحابہ ہون یا امام یا مجتہد یا کوئی پیر و مرشد وغیرہ سچے ایماندارون
کا کام نہین ہے اور صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان تمتع یعنی عمرہ کر کے حلال
ہو جانے اور پھر از سر نو حج کے لیے احرام باندھنے کو منع فرماتے تھے حضرت علی وغیرہ

جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کا اختراعی مذہب تھا ۔ اسلیے بعض حضرات کو رسالہ کلوخ سے ایک خاص طرح کی کاوش پیدا ہوئی جسپر چند مہمل اعتراض بھی بطور رسالہ کے شایع کیے اور نام اسکا دمی الجمرۃ رکھا جسکا جواب بھی فورا تحریر ہوا ۔ مگر بدانتظامی مطبع سے اسکے طبع کا سامان نہوسکا اسلیے مین نے اس رسالہ حصول النقاء مؤلفہ مولوی **مبارک علی** صاحب اہلحدیث کا خلاصہ شایع کیا ۔ تاکہ فرقہ اہلحدیث کو معلوم ہو اس کلوخ کا بدعت ہونا ایسا واضح امر ہے کہ خود علماے اہل حدیث بھی اسکے قائل ہین اور مخصوص رسائل اس مادہ مین لکھ چکے ہین تو اصل مسئلہ گویا محقق ہوچکا **کلوخ** لینا بدعت ہی اہلحدیث کے نزدیک بھی بدعت ہی

رہی وہ دریدہ دہنی جو رسالہ **دمی الجمرۃ** مین کی گئی ہے اور اسکے لائق مصنف نے اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہی پس درحقیقت اس کا جواب یہی ہے کہ کہ جواب نہ دیا جاے ۔ مگر ناظرین مطمئن رہین کہ عنقریب وہ جواب بھی شایع ہوگا کیونکہ اصل رسالہ مدت سے مکمل ہی اور اسکا نام **الکمرۃ لرامی الجمرۃ** ہی اس رسالہ مین تہذیب ومتانت کا خاص طور پر التزام کیا گیا ہے تاکہ تمام عالم کو فرقہ **اہلحدیث** کی **تہذیب** بھی معلوم ہو اور اسکے ساتھ فرقہ حقہ شیعہ کا **صبر وتحمل** بھی ہر حال چونکہ مقصود اصلی اس رسالہ کا خیر خواہی اہل اسلام ہی کہ وہ کلوخ کو ترک کر کے پانی سے استنجا کرین جو سنت رسول ؐ ہی لہذا تمام اہل اسلام سے ملتمس ہین کہ تعصب اور ضد کو ترک کر کے حق کی طرف راجع ہون واللہ

بالغ امرہ واللہ یہدی من یشاء
الی صراط مستقیم

محمد حیدر

منیجر مطبع اصلاح

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

دفتر اصلاح ۱۳۱۸ھ سے قائم ہے جس سے ماہوار رسالہ اصلاح شایع ہوتا ہو سالانہ ۱ تھا۔ اس رسالے نے آجتک جو اسلامی خدمت کی ہے اور راہ حق کی ہدایت اس سے کمتر لوگ ناواقف ہونگے بفضل خدا اشاعت اسکی روز بروز ترقی پر ہے۔

الشمس بھی ماہانہ رسالہ ہے جو ۱۳۲۲ھ سے دو روپیہ سالانہ پر شایع ہوتا ہے۔ اسکی غرض صرف تحریف قرآن سے بحث کرنا ہے جسمیں تین جلدیں اسکی شایع ہو چکیں اور تمام دنیا کو معلوم ہو گیا کہ فرقہ اہلسنت کو کسطرح کا واسطہ قرآن سے نہیں نہ اصول دین میں اسکی متابعت کرتے ہیں نہ فروع دین میں یہانتک کہ نماز میں بھی توراۃ و انجیل کا پڑھنا انکے یہاں درست ہے۔ اور قرآن کو اگر نماز میں پڑھیں تو جسطرح کی چاہیں تحریف کریں سب جائز ہے۔

ان دو ماہانہ رسالوں کے علاوہ صدہا کتب و رسائل اس دفتر سے شایع ہو چکے جنہوں نے حق کی حجت تمام عالم پر ظاہر کر دیا۔

ذوالفقار حیدری جلد اول جلد ثانی جلد ثالث جسمیں صحابہ کے ایسے پوست کندہ حالات درج ہیں کہ قدرت خدا یاد آ **تشفی المستفید** خوارج جسمیں گویا تمامی مباحث مناظرہ جمع کر دیے گئے ہیں آخر میں عصمت ائمہ اطہار علیہم السلام اور تمامی اہلسنت کی ناصبیت و خارجیت اور اقرار اہلسنت کہ ہم شیعوں کے مناظرہ سے عاجز ہیں۔ اس تحقیقات سے لکھے گئے ہیں کہ قدرت خدا نظر آتی ہے۔

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ۔ **رفع الہوتوق عن نکاح الفاروق** جسمیں اس عقد کی پوری تحقیق کیگئی ہے۔ **رسالہ وضو** جسمیں اہلسنت کے وضو کا بطلان اور شیعوں کے وضو کا صحیح ہونا ایسے دلائل سے بیان کیے گئے ہیں کہ بہت سے اہلسنت نے اسکے بدولت راہ حق کو قبول کیا۔ **تبصرۃ السائل** ۔ **التبیان حکم الثقلین** ۲/ ۔ **مناظرہ مجیدیہ** حصہ اول ۱۲/ ۔ **مقدمہ ترجمہ و شرح نہج البلاغہ** ۔ **تنقید بخاری** حصہ اول ۔ **الجمرہ** ۔

شائقین فن مناظرہ کو ضروری ہے کہ ان کتابوں کو بغور دیکھیں اور سمجھیں کیونکہ زبان اردو سلیس میں ایسا ذخیرہ اور اس تحقیقات سے نہ آجتک جمع ہوا ہے نہ آئندہ امید ہے۔ المشتہر